بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماھنامہ

ربیع الاول ۱۴۲۱ھ جون ۲۰۰۰ء

مدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

محبت الٰہی سے لبریز اکابرین کی تصدیق شدہ چند کتابیں

پسند فرمودہ : عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
تقریظ : شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزی صاحب مدظلہ تعالیٰ
مؤلف : مولانا محمد ارسلان بن اختر میمن

(۱)...... اللہ تعالیٰ بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں ؟

☆محبت الٰہی پر لکھی جانیوالی پہلی مفصل کتاب کی ایک کوشش ☆(۲۹) اسماء الحسنٰی کی عاشقانہ شرح ☆محبت الٰہی سے متعلق قرآنی آیات و(۷۷) احادیث مبارکہ و (۱۶۰) اقوال صوفیاء اور (۲۸) واقعات ☆معرفت الٰہی و قرب الٰہی سے متعلق آیات و احادیث اور (۲۴) اقوال صوفیاء (قیمت : =/165)

(۲)...... اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر

☆عشق لیلیٰ سے عشق مولیٰ کی طرف لے جانیوالی کتاب (قال الشیخ محمد اختر) ☆ عشق الٰہی کی حقیقت و اہمیت پر صوفیاء کے ۵۶ اقوال ☆عشق حقیقی پر آیات و احادیث اقوال صوفیاء ☆ عشاق حقیقی کے عشق پر (۷۰ واقعات) ☆کیفیات عشق الٰہی ☆ عشق الٰہی کے اثرات ☆عشق الٰہی کی حقیقت ☆عاشقوں کے آنسو ☆عاشقوں کی موت و قبر کا منظر ☆ عشق مجازی کی مذمت پر (۳۰ واقعات) (قیمت : =/144)

(۳)...... حصول ولایت اور محبت الٰہی کے ذرائع

☆ولی اور ولایت کی حقیقت آیات و احادیث اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ کیا ولی سے گناہ ہوتا ہے کہ نہیں ؟ ولی کو اپنی ولایت کا پتہ چل جاتا ہے ؟ ☆اقسام ولایت و علامات ولایت ☆ کرامت و کشف و الہام کی حقیقت و دلائل قرآن و حدیث و اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ حصول محبت الٰہی کے ۱۸ ذرائع و اسباب کی اثر انگیز تحقیق مع تفصیل (قیمت : =/105)

(۴)...... وجوہات محبت (بندے کی اللہ سے محبت کی (۵) اہم وجوہات مع تفصیل)

☆انسانی جسم کے عجائبات پر اہم مضمون ☆انسانی کمپیوٹر پر، قدرتی دوربین کے نظام پر، ٹیلی فون کے نظام پر، ناک کے نظام پر، ذائقے کے نظام پر، دل پتے اور ہڈیوں کے نظام پر، خون بنانے اور صاف کرنے کے نظام اور عجائبات پر غور و فکر ☆انسانی جسم پر اللہ کے (۹) عجیب و غریب انعامات پر غور و فکر۔

(۵)...... گناہوں کا سمندر اور رحمت الٰہی کی وسعت

☆حصہ اول حقیقت توبہ ☆ درس توبہ و استغفار قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆تائب سے اللہ کتنی محبت کرتے ہیں؟ ☆واقعات توبہ توبہ نہ کرنے کی وجوہات ☆شرائط توبہ، علامات توبہ، اقسام توبہ، چند گناہ کبیرہ مع تفصیل ☆حصہ دوم اسماء رحمت کی عاشقانہ شرح ☆درس رحمت قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆رحمت الٰہی کے (۷۰) واقعات۔ (قیمت : =/120)

(۶)...... نماز میں خشوع و خضوع پیدا کرنے کے طریقے:-

☆حقیقت خشوع و خضوع قرآنی آیات و احادیث مبارکہ اور اقوال صوفیاء مع واقعات کی روشنی میں ☆بغیر خشوع و خضوع کے بغیر نماز ہوتی ہے کہ نہیں ؟ ☆نماز میں خشوع و خضوع حاصل کرنے کے ۱۶ محققانہ طریقے۔ (قیمت : =/99)

(۷)...... علامات محبت (پسند فرمودہ : حکیم العصر حضرت مولانا یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ العالیٰ)

☆اللہ کی بندوں سے محبت کی ۳۰ علامات قرآنی آیات و احادیث مبارکہ اور اقوال صوفیاء کی روشنی میں ☆ حصول محبت الٰہی کے ذرائع کا مجموعہ ☆اللہ کے دوستوں کی صفات کا مجموعہ ☆۴۰۰ مستند اصلاحی کتابوں کا خلاصہ (قیمت : =/300)

(۸)...... جوانی کو ضائع کرنے کے نقصانات

☆مشت زنی کی مذمت پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب ☆نوجوان نسل کے لئے انتہائی مفید تحفہ (قیمت : =/90)

ناشر : دارالاشاعت، اردو بازار کراچی ۔ ۱، فون : 2213768

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر 35
شمارہ نمبر 9
ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
جون 2000ء

28 JUN 2000

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر	نگران	مدیر اعلیٰ
حافظ راشد الحق سمیع حقانی	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت .... راشد الحق سمیع ۲

نظام اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی .... مولانا سمیع الحق صاحب ۷

دارالعلوم حقانیہ کی علمی، سیاسی خدمات اور علماء کا مستقبل ...... جنرل حمید گل کا طلباء سے خطاب ۱۷

سورج کی موت اور قیامت (آخری قسط) .... مولانا شہاب الدین ندوی (انڈیا) ۲۳

سیرت ﷺ کی تعریف اور حدود و قیود .... مولانا اکرام اللہ جان قاسمی ۳۲

دارالعلوم کے شب و روز .... جناب شفیق الدین فاروقی ۴۶

(نعت) ذرہ ذرہ دو عالم زیر بار مصطفیٰ ﷺ .... مولانا محمد ابراہیم فانی ۵۱

اسلامی مدارس اور انکے قدیم نصاب تعلیم کی اہمیت .... حضرت مولانا لطاف الرحمان ۵۲

افکار و تاثرات .... مولانا محمد الیاس ندوی (انڈیا)، مولانا قاضی فضل اللہ حقانی امریکہ، مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن)، مولانا فضل غنی فاضل دیوبند، مولانا عبداللہ، مارک گل مور، اسکاٹ لینڈ ۵۷

تبصرہ کتب .... م ۔ ا ۔ ف ۶۴

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)

ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/15 روپے سالانہ =/150 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

Babar Hanif Computer Composier

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی المناک شہادت

داغ فراقِ صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

ابھی حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ کی جدائی کا زخم امت مسلمہ کے سینے میں ہرا تھا کہ ایک اور گھاؤ نے مجروح امت کو مزید مضمحل کر دیا۔ گزشتہ دنوں ملک کے معروف و مشہور عظیم عالم و فاضل، ادیب، انشاء پرداز، صحافی، ناصح، زاہد، مدرس، مربی، مفتی اور برگزیدہ ہستی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو دن دہاڑے ہنگاموں کے شہر کراچی میں بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی ہشت پہلو شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ مولانا مرحوم کا وجود علم و عمل کا جیتا جاگتا نمونہ تھا۔ آپکی ہر سانس، ہر صدا اور قلم کی ہر جنبش علم و فضل کی ترقی، اسلام کی سربلندی، اور امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے بے تاب اور سرگرم عمل تھی۔ زندگی کا کون سا ایسا شعبہ ہے جس پر آپ نے تنہا کئی اداروں سے بڑھ کر کام نہ کیا ہو اور تصنیفات و تالیفات اور تحقیقی مضامین کا ایسا ذخیرہ آپ نے وراثت میں چھوڑا ہے کہ امت مرحومہ کو تشنگی کا شکوہ ہی نہ رہے۔ افسوس صد افسوس کہ ظالم درندہ صفت قاتلوں نے حسب سابق ایک ایسے گوہر نامدار کو ہم سے چھین لیا۔ جس کی اس مفلس اور غریب قوم کو اس وقت کافی ضرورت تھی۔ ستم ایجاد گردش دوراں اور طوفاں فنا نے ایک اور مشعل راہ کو ہمیشہ کے لئے گل کر دیا۔ عرصہ شب دیجور میں چراغ پہ چراغ بجھا جا رہا ہے۔ اور اندھیرے پہ اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ آسمان علم و فضل کے اکثر ستارے ایک ایک کر کے گرد پوش ہو رہے ہیں۔ ذرا نگاہ اٹھا کر دیکھئے تو دور دور تک روشنی نظر نہیں آرہی ہے۔ اپنی محرومیوں اور بد نصیبی کی شدت دیکھ کر ماتم پہ ماتم کئے جائیے۔ امت مسلمہ پر بھوک و افلاس اور قحط تو

برسوں سے سایہ فگن ہے۔ لیکن اس قحط الرجال نے تو لاغر امت مرحومہ کی بالکل کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ ایک وہ وقت تھا کہ رشد و ہدایت کے آفتاب و ماہتاب آسمان علم کی بلندیوں پر جگمگا رہے تھے۔ علماء فضلاء اور عبقری شخصیات کی کہکشاں سے عالم اسلام کی مانگ منور و معمور تھی۔ خدا جانے کس قیامت نے سب کچھ ہلا کر رکھ دیا۔ اب تو عالم اسلام کا چہرہ کسی مفلس بیوہ کا روپ دھار چکا ہے جس کا ماضی درخشاں رہا ہو لیکن اس کے جھریوں بھرے ہاتھ کی لکیروں میں مستقبل، مخدوش بلکہ خدانخواستہ بانجھ نظر آرہا ہو۔ افسوس کہ دست ید اجل نے مسلمانوں اور خصوصاً اہل پاکستان کو اپنے اکابر، مشائخ اور محبانِ وطن کے آخری سلسلوں سے بھی محروم کرنا شروع کر دیا ہے۔ نتیجتاً آج قافلہ امت دشتِ غم اور کربلائے حیرت میں حزین و حیران کھڑا نظر آرہا ہے۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے مدرسہ اور میری ابتدائی مادر علمی (جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن) کو نہ جانے کس ظالم کی نظر کھا رہی ہے کہ کل تلک مدرسہ کے ممبر و محراب اور درسگاہوں میں جو علم و فضل کے چراغ جگمگا رہے تھے وہ یکے بعد دیگرے گل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے یہی ایک چراغِ ضوفشاں پرانے چراغوں میں سے روشنی کے لئے باقی رہ گیا تھا سو بعد فنا کی مہربانیوں سے وہ آخری چراغ بھی بجھ گیا۔ ع ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

جامعہ بنوری ٹاؤن کی صفوں سے صرف چند سالوں میں حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، حضرت مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، مولانا بدیع الزماںؒ، مولانا مفتی محمد ولی اللہ درویشؒ اور حاجی عبداللہ مہاجر مدنیؒ رخصت ہو گئے اور پھر حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور استاذی حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ اور سلالۂ ابرار مولانا محمد بنوری شہیدؒ کی پے درپے شہادتوں نے نہ صرف مدرسے کو شکستہ کیا بلکہ دلوں کے در و دیوار تک شکستہ ہو کر رہ گئے اور اب ایک بار پھر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا خون ناحق کر دیا گیا۔ متعدد علماء و اساتذہ کے پے درپے خون بہانے سے بنوری ٹاؤن کے میناروں تک خون کی سرخی پہنچ گئی ہے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن سے جنازے اٹھاتے اٹھاتے اہل جامعہ کے کندھے تھک گئے ہیں اور قاتلوں کے خلاف روایتی پرچہ کٹاتے کٹاتے علماء عاجز آگئے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس ملک

کا کون والی وارث ہے ؟ اور کس قاتل کے ہاتھ مسندِ قضاء وانصاف تھما دی گئی ہے۔ یہاں علماء اور فضلاء اور مذہبی افراد کا خون ایسا بہایا جارہا ہے جیسے پاکستان نہیں بلکہ الجزائر اور مصر ہو۔ اس معاشرے میں زندہ رہنا اور علم و فضل سے وابستہ ہونا گویا ایک جرم بن گیا ہے۔ ملک و ملت پر ہر صبح قیامت کا سورج طلوع ہوتا ہے کسی نہ کسی گوشے 'مدرسے' خانقاہ اور امام باڑے سے لہو کی دھارا اٹھتی ہے غروب آفتاب کے وقت افق پر شفق کی سرخی کی جگہ خونِ ناحق کی سرخی پھیلی ہوتی ہے۔ یہاں دانشوروں' علماء فضلاء کو قتل کیا جاتا ہے اور ڈاکوؤں' بد معاشوں' درندوں کو قضاء و قدر اور عزت و وقار کی خلعتیں بخشی جاتی ہیں۔ پورا ملک یوں لگتا ہے کہ قتل گاہ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ یہاں ہر عالم اور محب وطن کی زندگی بھر کی خدمات اور کاوشوں کا صلہ آگ و خون میں نہلا دینا ہے۔ اس کی مثال مسیحائے قوم اور ہمدرد پاکستان حکیم محمد سعیدؒ اور دیگر مظلوم علمائے کرام کی قبریں ہیں۔ معلوم نہیں کہ مملکتِ پاکستان اور پاکستانی معاشرہ کب تک اپنے محسنوں کی قبروں میں اضافہ برداشت کرتا رہے گا .... ؟

الحمدللہ ماہنامہ الحق کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جیسی عبقری اور ہشت پہلو شخصیت کو اس نے دریافت کیا اور آپ کو ایک عظیم ادیب و محقق کے طور پر سب سے پہلے الحق کے صفحات پر اہل علم کے سامنے آنے کا موقع ملا۔ قارئین الحق اگر الحق کی ابتدائی فائلیں مطالعہ کریں تو انکو معلوم ہو گا کہ ماضی میں مولانا محمد یوسف ماموں کانجن (لائلپور) کے نام سے لکھنے والا آج حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے نام سے سارے عالم اسلام میں جانی پہچانی شخصیت بن گئے ہیں۔ الحق میں آپ ہی کی تحریرات سے متاثر ہو کر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انکا پتہ دریافت کیا اور یوں بعد میں آپ کا حضرت بنوریؒ کے ساتھ ایک لازوال رشتہ قائم ہو گیا اور بالآخر آپ جامعہ بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے اور آخر دم تک کوئے یار سے وابستگی قائم رکھی۔ ؎

جان ہی دے دی جگر نے آج "کوئے یار" پر عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

اور کہیں نہ جائیں گے تا حشر تیرے کوچے سے کہ پاؤں توڑ کہ بیٹھے ہیں پابند تیرے

الحق کی پرانی فائلوں میں انکے مقالات اور مضامین سینکڑوں صفحات پر محیط ہیں۔اس وقت ڈاکٹر فضل الرحمان اور انکا فتنہ استشراق پورے جوبن پر تھا الحق نے اس کے تعاقب کا بیڑہ اٹھایا۔ الحق کے ذریعہ اس فتنہ ضالہ کے آپریشن میں مولانا مرحوم نے مولانا سمیع الحق (مدیر اعلیٰ الحق) کا بھرپور ساتھ دیا۔ ماہنامہ الحق ایسے موضوعات پر مولانا مرحوم کے مضامین کی پوری تفصیل کسی آئندہ شمارے میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تاکہ یہ مخفی علمی و تحقیقی خزانہ قدردانوں کے سامنے آسکے۔ مولانا مرحوم کی صحافتی ترک تازیوں کے اس ابتدائی دور میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام انکے مکاتیب کا ایک ضخیم دفتر بھی قابل مطالعہ ہے۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے آپ کا جو لازوال تعلق خاطر تھا۔اس پر آپ کے بھیجے ہوئے درجنوں انس و محبت کے خطوط شاہد ہیں۔ (جن پر ان دنوں کام جاری ہے۔ خطوط کے ان عظیم ذخائر میں برصغیر پاک و ہند کے اعیان علم و فضل' مشاہیر میدان سیاست' اساطین علم وادب کے خطوط کا اتنا بڑا خزانہ مشکل سے کہیں مل سکے گا۔ تقریباً ایک ہزار اصحاب کے لگ بھگ بھیجے ہوئے ہزاروں مکتوبات کے ذخیرے کا انتخاب اور ترتیب کا کام حضرت والد صاحب خود اپنی نگرانی میں آجکل کروارہے ہیں۔ یہ تمام خطوط حضرت والد صاحب مدظلہ اور حضرت دادا جانؒ کے نام ہیں۔ انکی اشاعت سے مکتوبات کی دنیا میں ایک انوکھا اضافہ ہوگا۔ ان شاء اللہ)

احقر جب بنوری ٹاؤن میں زیر تعلیم تھا تو دارالافتاء ہمارے دارالاقامہ کے ساتھ ہی متصل تھا آتے جاتے ایک بزرگ اور پرنور شخصیت کی طرف بار بار نگاہیں اٹھتیں۔ بچپنے اور شعور و دانش سے دوری کے باعث کبھی اندر جاکر ملاقات کی ہمت نہ کرسکا۔ لیکن زیارت کا شرف کئی سال تک برابر حاصل کرتا رہا۔ ؎

اس وقت سے میں تیرا پرستار حسن ہوں		دل کو میرے شعورِ محبت بھی جب نہ تھا

مولانا لدھیانویؒ کے قلم کا یہ اعجاز تھا کہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھاتے خواہ وہ علمی' تحقیقی' تاریخی' ادبی' تنقیدی اور جیسا بھی مغلق موضوع ہوتا آپ اس پر ایسا مواد پیش کرتے کہ موضوع کا حق ادا ہو جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں یوں تو آپ کی بیسیوں تصانیف ہیں لیکن بالخصوص

''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' آپکے مسائل اور انکا حل ترجمہ ''خاتم النبیین'' جو کہ حضرت شاہ انور شاہ کشمیریؒ کی معرکۃ الاراء کتاب کا نام ہے اور اسکے ترجمے کا کام آپ کو حضرت مولانا نوریؒ نے سونپا تھا۔وہ بھی ایک بڑا علمی کام خدا نے آپ سے لیا ہے۔ علاوہ ازیں فرق باطلہ کے تعاقب میں آپ نے مختلف علمی مضامین، تحقیقی مقالات لکھ کر انکو بے نقاب کیا۔ خصوصاً ڈاکٹر فضل الرحمان اور پرویزی فتنے، قادیانیت، شیعیت اور دیگر فرقوں کا موثر مقابلہ کیا۔الحق کی پرانی جلدیں آپکے کارناموں سے لبریز ہیں۔اسی طرح اصلاح امت کے لئے تبلیغی مضامین پر مشتمل کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ آپ کی شخصیت گویا مجمع البحرین تھی۔ شریعت اور طریقت کے آپ ایک حسین امتزاج تھے۔ آخری عمر میں تو آپ تصوف کے رنگ میں مکمل طور پر و من احسن من الله صبغه کی تصویر بنے ہوئے تھے اور بے شمار پڑھے لکھے لوگ اور نامور علمائے کرام نے آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے تزکیہ نفس کے مراحل طے کئے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات عالیہ کو آپ کیلئے آخرت کا توشہ بنائے۔ ادارہ الحق تحفظ ختم نبوت، جامعہ اسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی، استاذی المحترم مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، اشرف العلوم کراچی اور آپکے تمام متعلقین عقیدت مندوں اور پسماندگان کے ساتھ دلی تعزیت کرتا ہے۔

....

ماہنامہ الحق کے ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' نمبر کیلئے لکھنے والوں سے گذارش

قارئین الحق کو معلوم ہے کہ ہم نے ایک سال پہلے الحق کے خصوصی نمبر ''اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام'' کی اشاعت کا اعلان کیا تھا اس سلسلہ میں اب تک کافی مضامین جمع ہو چکے ہیں لیکن متعدد اہم مقالہ نگار حضرات نے ادارہ کو تعاون کی باقاعدہ خطوط کے ذریعے یاددہانی فرمائی تھی۔ لیکن سات آٹھ ماہ کے شدید انتظار کے باوجود اب تک اہم مضامین ہمیں موصول نہیں ہوئے۔ چونکہ قارئین الحق کا یہ اصرار ہے کہ یہ عظیم نمبر جلد سے جلد منصہ شہود پر آئے۔اس لئے مقالہ نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ایک مہینے کے اندر اپنے قیمتی مقالات اور خصوصی نگارشات ارسال کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

جو چیز تجھے اچھی لگے۔ کھا سکتے ہو، علماء نے لکھا ہے کہ انه غير لون واحد میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ اگر فروٹ (پھل) ایک ہی قسم کا ہو تو بھی اپنے سامنے سے کھانا چاہیے دوسروں کے سامنے ہاتھ مارنا صحیح نہیں یہ بھی بمنزل طعام واحد کے ہے' اسی طرح اگر تھال میں مختلف کھانے پڑے ہوں تو وہاں بھی اپنی خواہش کے مطابق ہر طرف سے کھانا جائز ہے ثم اتينا بماء پھر ہمارے سامنے پانی لایا گیا فغسل رسول الله ﷺ يديه ومسح ببلل كفيه وجهه وذراعيه ورأسه تو رسول اللہ نے ہاتھ دھوئے اور پھر بھیگے ہوئے ہاتھوں کو اپنے چہرے اور سر پر پھیر لیا اس لئے کہ گرمی تھی جیسے کہ ہم گرمی میں کرتے ہیں۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ هذا الوضوء مماسته النار وضو سے مراد وضوء اصطلاحی نہیں بلکہ وضوء لغوی مراد ہے اس لئے کہ بدن پر مسح کرنا غسل نہیں تو اس حدیث نے سارا جھگڑا ختم کر دیا اس لئے کہ صرف تر کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔ وہاں تو دھونا ضروری ہے ومسح ببلل كفيه ہاتھوں کی تری سے چہرے اور سر کا مسح کیا۔ وقال يا عكراش هذا الوضوء مما غيرت النار وضوء مما غيرت النار یہ ہے وہ نہیں۔

حدثنا ابو بكر محمد بن ابان ثنا وكيع ثنا هشام الدستوائی عن بديل بن ميسرة العقيلي عن عبدالله بن عبيد بن عمير عن ام كلثوم عن عائشةؓ قالت قال رسول الله ﷺ اما انه لوسمی لكفاكم هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ :- ابو بکر محمد بن لبان روایت کرتے ہیں وکیع سے اور وہ ہشام الدستوائی سے اور وہ بدیل بن میسرۃ العقیلی سے اور وہ عبداللہ بن عبید بن عبید سے اور وہ ام کلثومؓ سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے اور حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہیے کہ بسم اللہ پڑھے اور اگر ابتداء میں بھول جائے تو پھر بسم الله اوله واخره کہے۔ اسی اسناد کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک اعرابی آیا اور سارے کھانے کو دو لقموں میں ختم کر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ بسم اللہ یعنی اللہ کا نام لیتا تو کھانا سب کیلئے کافی ہوتا۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

قال رسول الله ﷺ : اذا کل احدکم طعاما فلیقل بسم الله فان سنی فی اوله فلیقل بسم الله اوله واخره کہ میں کھانے میں اول و آخر اللہ تعالیٰ سے استعانت طلب کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسکے اول اور آخر میں برکات نازل فرمائے وبهذا الاسناد عن عائشةؓ، کان رسول الله ﷺ یاکل طعاما فی ستة من اصحابه فجاء اعرابی آپ ﷺ کے ساتھ چھ آدمی کھانا کھارہے تھے کہ آخر میں ایک دیہاتی آیا اور بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کیا اور دو ہی لقموں کے اندر سارے کھانے کو ختم کر دیا۔

فقال رسول الله ﷺ اما انه لو سمی لکفاکم تو آپ نے فرمایا کہ اس آدمی نے بسم اللہ پڑھی ہوتی تو دو نوالوں میں ہی کھانے کو ختم نہ کرتا دیسے تو کسی مجلس میں کھانے کے آغاز میں اگر ایک آدمی بھی بسم اللہ پڑھ لے تو کافی ہو جاتا ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ کافی نہیں ہوتا ہے ایک آدمی کا بسم اللہ پڑھنا سب کیلئے اسوقت کافی ہوتا ہے جب سب نے ابتداء سے کھانا شروع کیا ہو اور اس حدیث میں یہ آدمی ابتداء میں نہیں تھا۔ بلکہ آخر میں آیا تھا۔ تو آغاز والوں کا بسم اللہ بیچ میں شریک ہونے والوں کے لئے کفایت نہیں کرتا۔

............)))(((............

باب ماجاء فی کراهیة البیتوتة وفی یده ریح غمر
ہاتھ پر چکناہٹ کی صورت میں سو جانا مکروہ ہے

حدثنا احمد بن منیع ثنا یعقوب بن الولید المدنی عن ابن ابی ذئب عن المقبری عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الشیطان حساس لحاس فاحذروه علی انفسکم من بات وفی یده ریح غمر فاصابه شئی فلایلومن الانفسه ، هذا حدیث غریب من هذالوجه . وقد روی من حدیث سهل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة عن النبی ﷺ حدثنا محمد بن اسحاق ابو بکر

جاری ہے

درس ترمذی شریف　　افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط و ترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی التسمیة علی الطعام

کھانا کھانے پر بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھنا

حدثنا عبدالله بن صالح الهاشمي ثنا عبدالاعلى عن معمر عن هشام بن عروة عن ابيه عن عمر وبن ابى سلمة انه دخل على رسول الله ﷺ وعنده طعام قال ادن يا بنى فسم الله و كل بيمينك وكل مما يليك

ترجمہ : عبداللہ بن صالح ہاشمی، عبدالاعلی سے روایت کرتے ہیں اور وہ معمر سے اور وہ ہشام بن عروۃ سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت عمر و بن ابی سلمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ہاں داخل ہوئے، آپؐ کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا آپ ﷺ نے فرمایا۔ بیٹا قریب ہو جاؤ اور اللہ کا نام لو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے (قریب) سے کھاؤ۔

وقد روى عن هشام بن عروة عن ابى وجزة السعدى عن رجل من مزينة عن عمروبن ابى سلمة وقد اختلف اصحاب هشام بن عروة فى رواية هذا الحديث وابوو جزة السعدى اسمه يزيد بن عبيد ۔ اسی طرح ہشام بن عروہ نے ابو جزۃ السعدی سے روایت کی ہے اور انہوں نے بنو مزینۃ کے ایک آدمی سے اور انہوں نے عمر و بن ابی سلمۃ سے روایت کی ہے ہشام بن عروہ کے شاگردوں کا اس حدیث کی روایت میں اختلاف ہے۔ ابو وجزۃ کا نام یزید بن عبید ہے۔

کھانے کے آداب :- عن عمرو بن ابی سلمۃ انہ دخل علی رسول اللہ ﷺ کہ حضرت عمرو بن ابی سلمۃؓ آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہوئے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عمرو بن ابی سلمۃؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کونسا رشتہ تھا جس کی وجہ سے وہ بغیر اجازت کے گھر میں داخل ہوئے ؟

ازالہ :- عمرو بن ابی سلمۃؓ حضرت ابو سلمہؓ کے بیٹے تھے۔ آپؓ کی پیدائش ۸ ھجری کو حبشہ میں ہوئی۔ اور عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت مدینہ منورہ میں ۸۳ ھجری کو وفات پائی۔ آپؓ نے حضور ﷺ سے کافی روایات حفظ کی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ جب آپ ﷺ دنیا سے انتقال فرما رہے تھے۔ تو اسوقت آپؓ کی عمر ۹ سال تھی۔ جب ابو سلمہؓ فوت ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ سے شادی کی اور عمرؓ اسوقت چھوٹے بچے تھے' رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کی تربیت فرمائی ایک روایت میں آپؓ خود فرماتے ہیں۔ كنت غلاماً فى حَجر رسول الله ﷺ و كانت يدى تطيش فى الصحفة فقال لى رسول الله ﷺ فسم الله وكل بيمينك وكل مما يليك۔ ترجمہ : کہ میں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں چھوٹا بچہ تھا اور میرے ہاتھ برتن میں گھوم رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اللہ کا نام لو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ تو گویا آپؓ رسول اللہ ﷺ کے ربیب تھے اور رسول اللہ ﷺ نے انکی تربیت کی۔ بچوں کی طرح پالتے تھے۔ اور ممکن ہے کہ یہ حجرہ حضرت ام سلمہؓ کا ہو اور وہ آپؓ کی والدہ تھیں اسلئے بغیر اجازت کے داخل ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ بیٹا قریب ہو جاؤ۔ اور اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کرو تاکہ تم ظاہری اور باطنی آزار سے محفوظ ہو جاؤ۔

آداب بسم اللہ :- کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے جبکہ بعض اہل ظواہر اسکو واجب کہتے ہیں۔ وہ باب کے آخری حدیث اذا اکل احدکم الطعام فلیقل بسم اللہ (الحدیث) سے استدلال کرتے ہیں کہ یہاں فلیقل صیغہ امر ہے جو وجوب کے لئے مستعمل ہے مگر جمہور کے ہاں یہ صیغہ امر استحباب پر محمول ہے اسلئے امام نووی فرماتے ہیں کھانے سے قبل بسم اللہ پڑھنے کے استحباب پر اجماع ہے اسی طرح کھانے کے اخر میں الحمدللہ پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(۱) بہتر ہے کہ کھانا کھانے میں جتنے آدمی شریک ہوں سب بسم اللہ پڑھیں اس لئے کہ

آئندہ حدیث میں صراحت کیساتھ موجود ہے کہ اذا اکل احد کم طعاماً فلیقل بسم الله الخ ترجمہ : جب تم میں سے کوئی کھانا کھانے کے لئے بیٹھ جائے تو بسم اللہ پڑھے۔ اس روایت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر سب کو مخاطب ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ سب بسم اللہ پڑھ لیں لیکن اگر کہیں صرف ایک نے پڑھی تو پھر بھی سنت ادا ہو جائے گی۔

(۲) امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ کھانا شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز سے پڑھے تاکہ ساتھ بیٹھنے والوں کو تنبیہ ہو جائے تاہم اگر خفیہ پڑھے تو بھی صحیح ہے۔

(۳) بسم اللہ پڑھنے سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں نہ حائضہ اور نہ جنب بلکہ جو بھی کھانا شروع کرتا ہو وہ برابر بسم اللہ پڑھے۔

(۵) صرف بسم اللہ کہنا بھی کافی ہے البتہ اگر پوری بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ وکل بیمینك اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ، بعض علماء کے ہاں یہ حکم بھی وجوب کے لئے ہے کہ دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں من اکل بشماله اکل معه الشیطان (الحدیث) جو دائیں ہاتھ سے کھاتا ہے تو اسکے ساتھ شیطان کھاتا ہے۔ اور اسی طرح کل بیمینك میں صیغہ امر بھی وجوب پر دال ہے مگر اکثریت کی رائے یہاں پر بھی استجاب کی ہے۔ کھانا کھانے میں ان سب آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ تاکہ کھانا کھانا بھی ایک قسم کی عبادت بن جائے۔ وکل ممایلیك اور اپنی طرف سے کھاؤ۔ ہر طرف سے نہ کھاؤ اس لئے کہ دوسروں کے سامنے سے کھانے میں انسان کو گھن آتی ہے اور انسانی طبیعت اسکو برا محسوس کرتی ہے۔ اسلئے اسلام نے اپنے سامنے سے کھانے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح اپنے سامنے سے کھانا بھی مستحب ہے تاکہ دوسرا ساتھی برا محسوس نہ کرے۔ امام بخاری نے یہ حکم ساتھی کے عدم رضا کی علم پر محمول کیا ہے۔ دوسرے کی طرف سے کھانا اس وقت مکروہ ہے جب ساتھی ناراض ہوتا ہے ورنہ عدم ناراضگی کی صورت میں دوسرے کی طرف سے کھانا جائز ہے مکروہ نہیں۔

<u>دائیں ہاتھ سے کھانے کی حکمت :-</u> اطباء نے لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ سے ایسی شعائیں نکلتی ہیں

جو دکھائی نہیں دیتیں اسی طرح بائیں ہاتھ سے بھی شعاعیں نکلتی ہیں مگر دائیں ہاتھ کی شعاعیں ثبت یعنی شفاد ینے والی ہیں اور بائیں ہاتھ کی شعاعیں منفی یعنی امراض پیدا کرنے والی ہیں۔

اسلام نے دائیں ہاتھ سے کھانے کا حکم دیا تاکہ شفا حاصل کی جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کو استنجا کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو اسمیں کسی وقت بھی کوئی نہ کوئی جراثیم رہ سکتے ہیں۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا العلاء بن فضل بن عبدالملك بن ابی السوية ابوالهذيل ثنی عبيدالله بن عكراش عن عكراش بن ذوئيب قال بعثنی بنو مرة ابن عبيد بصدقات اموالهم الی رسول اللهﷺ فقدمت المدينة فوجدته جالساً بين المهاجرين والانصار قال ثم اخذبيدی فانطلق بی الی بيت ام سلمةؓ فقال هل من طعام فاتينا بجفنة كثيرة الثريد والوذر فاقبلنا كل منها فخبطت بيدی فی نواحيها واكل رسول اللهﷺ من بين يديه فقبض بيده اليسری علی يدی اليمنیٰ ثم قال يا عكراش كل من موضع واحدفانه طعام واحدثم اتينا بطبق فيه الوان التمر اوالرطب شك عبيد الله فجعلت اكل من بين يدی و جالت يدرسول اللهﷺ فی الطبق قال يا عكراش كل من حيث شئت فانه غير لون واحدثم اتينا بماء فغسل رسول اللهﷺ يديه ومسح ببلل كفيه وجهه وذراعيه وراسه وقال يا عكراش هذا الوضوء مما غيرت النار وفی الحديث قصة۔

ترجمہ :- محمد بن بشار فرماتے ہیں کہ ہم کو علاء بن فضل بن عبد الملک بن ابی السویہ ابوھذیل نے بیان کیا اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے عبید اللہ بن عکراش نے بیان کیا اور وہ اپنے باپ عکراش بن ذوئیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنو مرۃ بن عبید نے اپنی زکوۃ و صدقات دے کر آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو مہاجرین اور انصار کے درمیان تشریف فرما پایا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ حضرت ام سلمۃؓ کے گھر لے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر والوں سے فرمایا کہ کچھ کھانے کو ہے' پس ہمیں کھانے کا بڑا پیالہ دیا گیا جسمیں ثرید اور گوشت کے ٹکڑے تھے اور پھر ہم متوجہ ہوئے اور اس سے کھانے لگے تو میں نے

. تھ کو پیالہ کے چاروں اطراف مارنا شروع کیا۔ اور رسول اکرم ﷺ اپنے سامنے سے کھاتے تھے پس میرے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا اے عکراش ایک جگہ سے کھاؤ اسلئے یہ ایک قسم کا کھانا ہے۔ پھر ہمارے سامنے ایک تھال (طباق) لایا گیا جس میں مختلف قسم کی کچی یا پکی کھجوریں تھیں۔ (راوی عبید اللہ کو اس میں شک ہے) تو میں اپنے سامنے سے کھا رہا تھا اور رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ طباق میں چاروں طرف چل رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عکراش اب جہاں سے تم چاہو کھاؤ۔ اسلئے کہ یہ ایک قسم کا کھانا نہیں متنوع چیزیں ہیں۔ پھر ہمیں پانی دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے اور ہتھیلیوں کی تری کو اپنے چہرے (منہ) ہاتھوں اور سر پر پھیر لیا اور فرمایا اے عکراش! یہ وضو اس چیز سے ہے جس کو آگ نے پکا دیا ہو۔ اس حدیث میں اور قصہ بھی ہے۔

تشریح: بعثنی بنو مرة بن عبید بصدقات روای کہتا ہے کہ قبیلہ بنو مرة نے مجھے اپنے صدقات وعشر دے کر کہا کہ جاؤ اور اسکو بیت المال میں داخل کرو تو میں مدینہ منورہ آگیا۔ فوجدته جالساً بين المهاجرين والانصار میں نے رسول اللہ ﷺ کو مہاجرین اور انصار کے درمیان بیٹھا ہوا پایا۔ مجلس لگی ہوئی تھی جیسے آپ لوگ یہاں دار الحدیث میں بیٹھے ہوں۔ قال ثم اخذ بیدی فانطلق بی الی بیت ام سلمةؓ تو رسول اللہ ﷺ جب گھر روانہ ہو رہے تھے تو مجھے اپنے ساتھ ام سلمہؓ کے گھر لے گئے ان دنوں آپ کا قیام ام سلمہؓ کے گھر میں تھا فقال هل من طعام تو فرمایا کوئی کھانے کی چیز ہے۔ فأتینا بجفنة راوی کہتا ہے کہ ہمارے لئے کھانے کا تھال بھر کر لے آئے۔ كثيرة الثريد والوذر وذر پارچہ گوشت یعنی گوشت اور چربی کے اس ٹکڑے کو کہا جاتا ہے جسمیں ہڈی نہ ہو۔ جیسے بلوچستان کے لوگ کرتے ہیں تو گویا اس میں ثرید بھی بنایا گیا تھا اور اسکے اوپر گوشت کے ٹکڑے بھی تھے چونکہ آپ کا تعلق بھی دیہات سے تھا اور بھوک بھی لگ گئی ہوگی' فاقبلنا تو ہم نے شروع کیا اور کھانے پر جھپٹ پڑے اور ادھر ادھر سے کھانے لگے اپنے اور پرائے کا خیال نہ تھا' بھوک کی وجہ سے ہم چاروں طرف سے گوشت کے ٹکڑوں کو کھانے لگے۔ فاكل منها اس سے کھانے لگے' فخبطت بیدی فی نواحیها تو میں نے

اندھوں کی طرح چاروں طرف سے کھانا شروع کیا۔ خبط ٹوٹ کر کھانے پر گر جانے اور ہاتھ مارنے والے کو کہا جاتا ہے۔اور بے جا کھانے کو بھی خبط کہا جاتا ہے۔یہ خبط عشواء سے مشتق ہے خبط عشواءاس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جو اندھی بھوکی اور پیاسی ہو۔جب وہ کسی باغ میں داخل ہو جائے تو وہ ساری فصل تباہ کرتی ہے۔اس باغ کا تمام پھل خراب کر دیتی ہے۔ تو لتاڑنے والی اونٹنی کو خبط عشوا کہا جاتا ہے توفخبطت کا فصیح معنی یہ ہے کہ میں نے لتاڑنا شروع کیا یعنی میں نے تھال میں گوشت یا سالن کے ٹکڑوں کو چاروں طرف تلاش کرنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے کھارہے تھے اور مہمان کا لحاظ بھی رکھ رہے تھے راوی کہتا ہے کہ فقبض بیده الیسریٰ عل ید الیمنی کہ آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا بیٹا اپنی طرف سے کھاؤ اسلئے کہ کھانے کی حرص زیادہ کھانے کی طمع اور لوگوں کے ہاتھوں سے کھانا چھیننے کا شر ہے۔

سوال یہ ہے کہ آپؐ نے اسکے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ سے کیوں پکڑا؟ تو اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ دائیں ہاتھ سے کھانے میں مشغول تھے‘اور پھر ہاتھ چکنا بھی تھا اور اس پر روغن وغیرہ بھی لگا ہوا تھا اسلئے آپ نے اپنے بائیں ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو پکڑا۔ثم قال یا عکراش کل من موضع واحد پھر فرمایا اے عکراش!ایک ہی جگہ سے کھاؤ۔ فانه طعام واحد اس لئے کہ یہ ایک ہی کھانا ہے جہاں سے بھی کھاؤ گے تو ایک ہی چیز ہو گی۔ثم اتینا بطبق پھر ہمارے لئے ایک طبق (تھال) لایا گیا فیه الوان التمراو الرطب۔ جس میں مختلف قسم کی خشک اور تر کھجوریں تھیں۔ حسب معمول اپنے سامنے سے کھاتا تھا اگرچہ الوان رنگ مختلف تھے۔ مگر صحابہ تو آپؐ کے ایک اشارہ کو کافی سمجھتے تھے شك عبیدالله تمراو رطب فجعلت اکل من بین یدی میں اپنے سامنے سے کھاتا تھا وجالت ید رسول الله ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک چاروں طرف گردش کرتا تھا کبھی پکی اور کبھی کچی کھجور لیتے تھے جیسا کہ ایک تھال جس میں کیلے‘انگور‘آم‘امرود وغیرہ مختلف قسم کے پھل پڑے ہوں۔قال یا عکراش کل من حیث شئت تو فرمایا کہ بیٹا جہاں سے دل چاہے کھاؤ اور جونسی کھجور پسند ہو اٹھا کر کھا سکتے ہو۔فانه غیر لون واحد اس لئے کہ یہ ایک قسم کا کھانا نہیں ہے تمہارا یہ حق بنتا ہے کہ اپنی خواہش کے مطابق

البغدادی ثنا محمد بن جعفر المدائنی ثنا منصور بن ابی الاسود عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ من بات وفی يده ريح غمر فاصابه شئی فلا يلومن الانفسه : هذا حديث حسن غريب لا نعرفه من حديث الا عمش الامن هذا الوجه۔

ترجمہ : احمد بن منیع یعقوب بن ولید المدنی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو ذئب سے اور وہ مقبری سے اور وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے اور وہ آنحضرت ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا بیشک شیطان بڑا احساس تاڑنے والا سونگھنے اور چاٹنے والا ہے۔ اس سے اپنے آپکو بچاؤ۔ اور جو سو گیا اور اسکے ہاتھ پر چکنائی کی بو ہو، پس اسکو کچھ ہو گیا تو ملامت نہ کرے مگر اپنے آپکو' یہ حدیث اس سند سے غریب ہے اور اسی طرح سہل بن ابو صالح اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو ہریرہؓ سے اور آپؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے محمد بن اسحاق سے روایت کی ہے اور انہوں نے ابو بکر بغدادی سے انہوں نے محمد بن جعفر سے اور انہوں نے منصور بن ابی الاسود اور انہوں نے اعمش سے اور انہوں نے ابو صالح سے اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ جو سویا اس حال میں اسکے ہاتھوں پر چکنائی ہے پس اسکو کچھ ہوا تو ملامت نہ کرے مگر اپنے آپ کو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے' ہم اسکو نہیں جانتے مگر اعمش کی سند سے۔

کھانے کے اختتام میں دوسرے آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اکثر کھانوں میں روغن اور چکناہٹ ہوتی ہے جیسے گوشت کے ساتھ چربی' اور دیگر کھانوں میں ڈالڈا وغیرہ کی بو لازمی ہوتی ہے۔ تو جب کھانا کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو پانی' صابن وغیرہ کے ساتھ صاف کر کے اس چکناہٹ کو دور کرو خاص کر جب سونے کا ارادہ ہو تو پاک صاف ہو کر سو جاؤ۔ اکثر لوگ تو چارپائیوں پر سوتے ہیں لیکن وہاں بھی خطرات ہوتے ہیں اور خصوصاً تم طالب علم تو زمین پر سوتے ہو یہاں تو کھیت ہیں' درخت اور بوٹے ہیں' مختلف قسم کے حشرات الارض ہیں' چیونٹی' مچھر' سانپ اور دیگر حشرات الارض اس گھی اور مصالحات کی بو کے پیچھے پھرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کتنے باریک آداب بیان فرما رہے ہیں۔ کہ بے پرواہی مت کرو اگر گندے سوؤ گے اور کسی چیز نے

کاٹ لیا تو پھر کسی اور پر ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو اس لئے کہ ہاتھ صابن مٹی یا دوسری کسی چیز سے صاف کر دیتے اور غمر (روغن) کی بو کو دور کر لیتے۔ غمر غین اور میم کے فتحہ کے ساتھ چکناہٹ کو کہا جاتا ہے۔ اور غمر غین کے فتحے اور میم کے سکون کے ساتھ بہت سارے پانی یعنی الماء الکثیر کو کہا جاتا ہے جیسے سیلاب' دریا اور سمندر وغیرہ جس میں انسان ڈوب سکتا ہو۔ اور غین کے کسرے یا ضمہ اور میم کے سکون کے ساتھ جاہل کو کہا جاتا ہے۔ جیسے تم مقامات میں پڑھ چکے ہو۔ ذی غمر متجاھل بہر حال ان تمام الفاظ میں چھپ جانے' پوشیدہ ہونے کا معنی ہے۔ تو یہاں غمر یعنی غین اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ کہ شیطان بڑا حساس ہے اسکا حاسہ بہت مضبوط ہے جیسے تمہارے حواس یعنی ظاہری اور باطنی جیسے قوۃ شامہ' قوۃ باصرۃ' قوۃ سامعہ اور قوت لامسہ اور قوۃ ذائقہ بہت مضبوط ہے۔ بہت ساری دوسری اشیاء بھی ہیں جو ذکی الحس ہوتی ہیں ہماری حس انکے مقابلے میں معمولی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ کسی جگہ چینی ہو یا کوئی کیڑے وغیرہ مر جائیں تو ہمیں میلوں کی مسافت پر چیونٹی دکھائی نہیں دیتی مگر اچانک یک دم چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں بہت دور سے اسکی تلاش کرتے ہوئے ایک دوسرے کو خبردار کرتی ہیں۔ ایک عجیب وائرلیس نظام ہے۔ اسی طرح باز جو میلوں دور ہوا میں ہوتا ہے گدھے کی کمر میں زخم کے اندر کا کوئی کیڑا دیکھ کر وہاں جھپٹتا ہے اور کیڑے کو اٹھا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بلی کو ایسی آنکھیں عطا کی ہیں کہ وہ رات کے سخت اندھیرے میں بھی ہر چیز کو دیکھ لیتی ہے انسان نے اب ایک بیٹری ایجاد کی ہے جس کی مدد سے رات کے اندھیرے میں دیکھا جا سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے جب ان حیوانات کو ایسے حواس دیئے ہیں کہ جب بادل آتے ہیں اور بارش کا خطرہ ہوتا ہے تو دور بھاگ جاتے ہیں' تو شیطان کو بھی اتنی طاقت دینا کوئی بعید نہیں۔ تو یہاں یا تو حقیقی شیطان مراد ہے اس لئے کہ وہ اتنا خبیث ہے کہ وہ انسان کے رگ وریشہ کے اندر ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو امتحان میں مبتلا کیا ہے تو اگر حقیقی شیطان مراد لیا جائے تو بھی صحیح اور اگر شیطان سے حشرات مراد لئے جائیں تو بھی صحیح ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام حشرات چوہے' سانپ وغیرہ بھی شیطان کے ساتھ انسانی ایذاء رسانی میں شریک ہوتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ اس چکنائی کی وجہ سے چوہے اور بلی نے لوگوں کی انگلیاں کاٹ دی

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

(جنرل حمید گل کا خطاب)

دار العلوم حقانیہ کی علمی' سیاسی خدمات اور علمأ کا مستقبل

۳ جون کو معروف جہادی کمانڈر اور جہاد افغانستان کے معروف سپہ سالار' تحریک طالبان کے بڑے حامی' ملک کے ممتاز مفکر' دانشور اور آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جناب جنرل (ر) حمید گل دار العلوم حقانیہ تشریف لائے۔ آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انکی رہائش گاہ پر تفصیلی ملاقات کی جس میں تحریک طالبان' افغانستان پر عائد امریکی پابندیوں اور پاکستان کی سیاسی صورتحال اور دیگر عالمی مسائل زیر بحث آئے۔ آپ نے جامعہ مسجد میں بعد از نماز مغرب طلبأ' علمأ اور عوام کے ایک عظیم اجتماع سے مفصل خطاب فرمایا۔ اس تفصیلی خطاب کی تلخیص ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے قارئین الحق کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ .... ادارہ

معزز علماء اور طلباء کرام!

دار العلوم حقانیہ میں آکر مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ میں دار العلوم کی حاضری کو بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں چونکہ پوری دنیا میں اس دار العلوم کا ایک منفرد مقام ہے اس لئے کہ یہ علم و جہاد کی سب سے بڑی روحانی اکیڈمی ہے۔ یہاں فکری ٹریننگ دی جاتی ہے۔ ٹریننگ سے مراد وہ نہیں ہے جو مغرب والے سمجھتے ہیں کہ یہ مدارس میں فوجی ٹریننگ دے رہے ہیں۔ جہاد کی جو ٹریننگ ہے وہ اصل میں اللہ کے ساتھ تعلق کو قائم کرنا ہے۔ دشمن کے جبر کے خلاف جدوجہد کرنا بھی جہاد ہے اور نفس کے خلاف جدوجہد کرنا بھی جہاد کہلاتا ہے۔

ہمارے دنیاوی معاملات تقریباً ٹھیک ہیں لیکن اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہے تو وہ ہمارا اللہ کے ساتھ تعلق ہے اور جب وہ تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ مضبوط اور مستحکم ہو جاتا ہے پھر انسان ہر قربانی کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہ ہے وہ جذبہ جو یہ ادارہ آپ کو دے رہا ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبد الحقؒ نے جو چھوٹا سا پودا آج سے ۵۳ برس پہلے لگایا تھا آج خدا کے

فضل و کرم سے وہ ایک بہت بڑا تناور' توانا اور مضبوط درخت بن چکا ہے اسکی پھلوں کی لذت سے پوری دنیا آشنا ہو رہی ہے ملت اسلامیہ کا سر فخر سے بلند ہو رہا ہے۔ اور جو دشمن ہیں ملت اسلامیہ اور مسلمانوں کے وہ اس سے خائف ہو گئے ہیں ورنہ یہاں کیا ہے ؟ جو یہ مغرب والے اس حقانیہ سے ڈرتے ہیں۔ یہاں اسلحہ اور جنگی تربیت نہیں دی جاتی تو پھر وہ کیوں خائف ہیں ؟ امریکہ 'برطانیہ 'روس اور خود پاکستان کے اندر جو سیکولر طبقات ہیں وہ بھی ان مدارس سے خائف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مدارس کو بند کرو یہاں پر "دہشت گردی" کی تربیت دی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ لیکن یہ سب منفی پروپیگنڈہ ہے۔ مدارس کا نظام دنیا کے اندر ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ الحاد' کفر ظلم و جبر کا دور انشاء اللہ جہاد کے ذریعہ ختم ہوگا اور ہو رہا ہے۔ اور اسکو کوئی روک نہیں سکتا یہ تاریخ کا فیصلہ ہے کرنے دیں ان کو جو کرنا چاہتے ہیں اللہ کا حکم یہی ہے اللہ کا امر آچکا ہے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو کوئی اسکو روک نہیں سکتا لیکن میں صرف ایک ہی سوال ان سے کیا کرتا ہوں کہ تم خوف زدہ کیوں ہو ؟ تم در اصل اپنے اعمال بد سے خوفزدہ ہو۔ پاکستان کا حال ہی دیکھ لیں پاکستان میں حکومت تو میرے جیسے لوگوں کی تھی اگرچہ میں نے اپنا رویہ بدل لیا لیکن بہر حال میرے جیسے وہ لوگ جن کی انگریزی تعلیم تھی جو انگریز کے دانش سے مرعوب تھے جنکی آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں۔ مغرب کی عقلمندی سے وہ کیوں ناکام ہو گئے ؟ ہم تو نہیں کہتے تم نے یہ خلا کیوں چھوڑا ؟ تمہیں خوفزدہ ہونا چاہیے اپنے برے اعمال سے سارا عالم کفر خوفزدہ ہے اس لئے کہ وہ ظلم لر رہا ہے۔ امریکہ 'اسرائیل 'بھارت 'روس نے ظلم کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اور جہاد ظلم کو روکنے کا نام ہے۔ ان کے پاس ہتھیار ہیں' طاقت ہے' دولت ہے' انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ ہیں۔ لیکن تمہارے پاس عقیدہ کیا ہے ؟ اس کی ہم سے کچھ بات کرو' تمہارا فلسفہ زندگی کیا ہے ؟ ظلم اور نفرت کے اوپر جو فلسفہ ہوتا ہے وہ کوئی فلسفہ نہیں ہوتا' اللہ کا آفاقی فلسفہ ظلم کے مخالف ہے۔ محبت اور انسانیت کے احترام کا فلسفہ ہے۔ وہ غریب اور امیر کی طاقت مساوی اور ساری اونچ نیچ کو مٹانے کا فلسفہ ہے۔ اور جہاد اس کے مقابلے میں نبرد آزما ہونے کا نام ہے۔ مغرب کا فلسفہ سچائی سے عاری ہے۔ اور جس سے آپ منسلک ہیں یہ آفاقی فلسفہ ہے۔ ابھی چند دن پہلے کلنٹن پاکستان آئے

تھے انہوں نے یہی مطالبہ کیا کہ جہاد کو روکو۔ اگر انگریزی اخبار کو پڑھیں تو روزانہ اسکے اندر دو مضامین ہوتے ہیں جسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جہاد کو ختم کرو۔ وہ جہاد سے لرز رہے ہیں۔ اور انکو لرزنا چاہیے۔ یہ اپنے ظلم کو روکیں، مسلمان تو ظالم کے ساتھ بھی احسان کرتا ہے۔ دیکھیں یہ بڑی خوبی ہے اسکا اندر ظالم کا ہاتھ روک کر ظلم سے اسکو منع کرتے ہیں تو دراصل آپ اسکے اوپر احسان کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے اپنے معاشرے کے اوپر ظلم کر رہا ہے چنانچہ جہاد ظلم کے خلاف آواز حق بلند کرنے اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لینے کا نام ہے اور یہ ہمارا حق ہے اسکو تسلیم کیا گیا ہے پوری انسانیت نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ (Charter of United Nation) اقوام متحدہ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے ہم جب اسکے اندر صرف جہاد کی بات کرتے ہیں تو اس میں اللہ کے حکم کی چاشنی ڈالتے ہیں۔ ورنہ قومیں اور بھی لڑتی ہیں اپنی آزادی کے لئے وہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اسلام سے تعلق رکھنے والی قومیں ہوں لیکن یہ جو فرق ہے کہ جہاد اللہ کے لئے کیا جاتا ہے اسکی رضا اور خوشنودی اور انسانیت کی بہتری کیلئے کیا جاتا ہے آج انکو ہماری نیوکلئیر صلاحیت سے اتنا گلہ نہیں ہے اور ہم جو دیگر معاملات کر رہے ہیں انکو اسکی بھی شکایت نہیں ہے' اگر شکایت ہے تو صرف جہاد سے ہے وہ کہتے ہیں کہ تم جہاد کا نام نہ لو جہاد سے ہمیں خوف آتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے ؟ تمہارے ماں باب کون ہیں ؟ تم ہمیں بنیاد پرست کہتے ہو الحمد للہ ہمارا عقیدہ ہے ہمارے ماں باپ ہیں لیکن تم بتاؤ کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے ؟ ہماری بنیاد اور شناخت قرآن و حدیث اور سنت رسولؐ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی عمارت بغیر بنیاد کے نہیں بنتی ہے۔ کیا ہوا میں کوئی عمارت معلق کر سکتا ہے ؟ یہ تو ممکن ہی نہیں۔ آج الحمد للہ جذبہ جہاد مسلمانوں کے اندر زندہ ہو گیا ہے اس لئے کفری طاقتیں خوفزدہ ہیں ورنہ یہ مدارس تو پہلے بھی تھے' نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج تو ہم پہلے بھی ادا کرتے تھے۔ آج تم ہم سے کیوں خائف ہو تو اصل بات یہ ہے کہ آج جذبہ جہاد زندہ ہو گیا ہے یہ ظلم کا راستہ روکنے کے لئے صف بستہ ہو گئے۔ لیکن آج ہم اس مقام پر آگئے ہیں کہ ہم ان طاقتوں کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ تم ہمارا مقابلہ کرو جذبہ دشمنی کے ساتھ' اپنی توپوں اور ٹینکوں کے ساتھ ہم آپکا مقابلہ جذبہ ایمانی سے کریں گے اور ہم اپنی زندگی کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ جذبہ جہاد

کے ساتھ ' شوق سعادت کے ساتھ ۔ تمہاری تمام زندگی آسائشوں کے ساتھ ہے اور ہم نئی زندگی کو اللہ کی راہ میں ایسے قربان کر دیتے ہیں جیسے کوئی اپنی معمولی سی چیز لٹا دیتے ہیں۔ تم موت سے ڈرتے ہو اور ہم موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہیں اور جب موت آتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کی راہ میں زندگی چلی گئی ہے۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

محترم طلباء کرام!

آپ اپنے اندر یقین و محکم پیدا کرلیں آپ وہ لوگ ہیں کہ اب آپ کا دور آنے والا ہے لیکن آپ کو ابھی سے آدابِ حکمرانی اور رموز مملکت سمجھنے ہونگے۔ میں آپ کے اساتذہ کی موجودگی میں یہ بات کرتا ہوں کہ ابھی آپ کو آدابِ حکمرانی سے آشنائی پیدا کرنی ہوگی۔ ہم نے دیکھ لیا کہ جہاد ایک بار پھر لبنان میں کتنا کامیاب ہوا ہے۔ حال ہی میں یہاں اس کا چرچا نہیں کیا گیا لیکن اسکا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ ابھی جنوبی لبنان سے آپکو پتہ ہے کہ اسرائیل ۲۲ سالہ قبضے کے بعد پسپائی اختیار کر کہ مار کھا کے بھاگ گیا۔ یاسر عرفات کی سیکولر حکومت تھی اس نے بہت دہشت گردی کی جہاد نہیں کیا۔ بہت اس نے دنیا کے اندر فساد پھیلایا۔ لیکن بالآخر جھک گیا اور اسرائیل کے ساتھ ذلت پر مبنی معاہدہ کیا۔ لیکن حزب اللہ والے جو جہاد کر رہے ہیں انہوں نے بالآخر اسرائیل کو نکال باہر کیا تو جہاد کے نتیجے میں اسرائیل رسوا ہوا۔ روس نے اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اور مغرب کی حمایت سے چیچنیا پر یلغار کی۔ چیچن عوام کا کیا بگاڑ لیا۔ ٹھیک ہے انکو بہت نقصان اٹھانا پڑا لیکن وہ تو مجاہد ہیں ۳۰۰ سو سال سے روس کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ ابھی آپ نے دیکھ لیا کہ ان پر مصیبت آگئی ہے اور پھر روسی صدر کو دوبارہ افغانستان یاد آیا ہے کیونکہ انکو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کریں۔ افغانستان اگر مستحکم رہا طالبان اگر موجود رہے تو ان کی حاکمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ بھائی تم اپنے گھر کو سنبھالو طالبان کے پاس تو دو وقت کی روٹی بھی پوری طرح میسر نہیں۔ تمہارے پاس اسلحہ ہے ' سب تمہارے سیارے خلاء میں پھر رہے ہیں ' تمہارے پاس بہت بڑے ہتھیار ہیں سب کچھ تو ہے تمہارے پاس تو پھر ان سے کیوں ڈرتے ہو۔ لیکن تم ان سے نہیں ڈرتے ہو تمہارے اندر

جو کمزوریاں ہیں، تم ان سے ڈرتے ہو تمہیں پتہ ہے کہ ان کا نظریہ کیا ہے اور وہ چھا جائے گا یہ غریب ضرور ہیں' یہ فاقہ کش ہیں' یہ زمین کے اوپر چٹائیوں پر بیٹھنے والے ہیں، لیکن ان کا پیغام بہت طاقتور ہے' اسکے اندر بہت افادیت ہے۔ اور اس سے تم خائف ہو۔ چنانچہ روسی صدر اعلانات کرتے ہیں نہ افغانستان پر دوبارہ حملہ کرینگے۔ میں کہتا ہوں کہ کرو حملہ ایک دفعہ اور مزہ چکھ لو' لگتا ہے کہ تم پہلا مزہ بھول گئے ہو۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ حملہ نہیں کریگا یہ ساری جعل سازی ہے' یہ سارا بہانہ ہے۔ دراصل وسط ایشیاء کی جو ریاستیں ہیں وہاں پر انہوں نے ایک معاہد روس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ انکی اپنی فوجیں نہیں ہیں تو یہ معاہدہ کیا ہے کہ اگر باہر سے کوئی خطرہ پیدا ہو گا تو پھر روس وہاں پر آئے گا۔ میں جہاد کی اس بڑی علمی و روحانی اکیڈیمی میں کھڑے ہو کر یہ کہنا اور بتانا چاہتا ہوں کہ وسط ایشیاء کی آزاد ریاستوں کے سربراہان کو کہ یہ ساری چال بازی ہے تمہاری خود مختاری حاکمیت اعلیٰ کو غصب کرنے کی تاکہ وہ دوبارہ اسکے اندر آجائیں اسکو بہانا بنایا جارہا ہے۔ تم بے وقوف لوگ ہو تمہیں بغیر کسی جدوجہد کے افغانی قوم اور مجاہدین کے خون کے صلے میں انکی شہادتوں کے صلے میں تمہیں آزادی نصیب ہو گئی تم ابھی آزادی کا دفاع نہیں کر پا رہے ہو' تم سمجھو اس حقیقت کو کہ یہ تمہیں مفت میں ملی ہے، لیکن تم اسکے اوپر اکڑ رہے ہو۔ طالبان سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہیے ۔ روس نے تمہیں ۲۰۰ سال قید رکھا اور تم سمجھتے ہو کہ روس تمہارا دوست ہے اور افغانستان تمہارا دشمن ہے طالبان تمہارے دشمن ہیں یہ تو مسلمانوں کی ریاستیں تھیں تمہیں تو پتہ بھی نہیں تھا کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے ؟ تمہاری منزل کیا ہے ؟ اچانک جب افغانستان کا جہاد کامیاب ہوا تو وہاں پندرہ ریاستوں کو آزادی مل گئی۔ تو آپ کو جس نے ۲۰۰ سال غلام بنائے رکھا تھا۔ آپ سے عقیدہ دین سب کچھ چھین لیا تھا۔ اب تم اس پر بھروسہ کرتے ہو۔ تم میں اگر کوئی عقل ہے' کوئی شعور ہے تو تم طالبان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرو۔ تمہارے لئے یہی بہتر اور نجات کا راستہ ہے تاکہ تسلیم کرنے کے بعد روس کو پتہ چل جائے کہ ہمیں موقعہ نہیں ملے گا۔ بہر حال آپ فکر نہ کریں جتنا دباؤ ابھرنے پڑے گا تو افغان قوم کے اندر اتحاد پیدا ہو گا۔ اور جب یہ حالت جنگ میں ہوتے ہیں تو اسی وقت انکے اندر امن ہوتا ہے۔ لہذا آپ فکر نہ کریں اگر روس نے حملہ کیا تو اور دروازے کھل

جائیں گے۔ اسی طریقے سے کشمیر میں جہاد جاری ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے وہ بھی آگے بڑھ رہا ہے اور اسکے لئے بھی ہم کوششیں کر رہے ہیں۔ ایک جہاد ایک دہلیز پر ہے اور دوسرا جہاد دوسری دہلیز پر۔ ہم کتنے خوش قسمت لوگ ہیں ہم سے پہلے جو نسلیں تھیں انکے وقت کوئی جہاد نہیں تھا وہ بیچارے ۵ صدیوں تک جہاد کے لئے ترستے رہے۔ ۵ صدیوں تک کوئی جہاد نہیں تھا کتنے خوش قسمت ہیں ہم کہ ہمارے ارد گرد جہاد ہو رہا ہے۔

پاکستان کے مسائل کے بارے میں یقیناً آپ بہت پریشان ہونگے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے یہ ایک مصنوعی الحاق ہے فوجی حکومت کا سیکولر قوتوں کے ساتھ یہ غیر فطری الحاق ہے یہ زیادہ دیر تک نہیں چلے گا۔ اس لئے کہ یہ سیکولر قوتیں تو فوج کی مخالف ہیں انہوں نے تو ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ نیو کلئیر صلاحیت کی یہ مخالفت کرتے ہیں، جہاد کشمیر اور جہاد افغانستان کی یہ مخالفت کرتے ہیں، طالبان کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔ لیکن آپ صبر کریں، انتظار کریں بلکہ حوصلہ سے کام لیں اور اپنے آپ کو تیار بھی کریں وہ وقت دور نہیں ہے کہ پاکستان کا اصلی راستہ متعین ہو جائے گا متعین تو ہو چکا ہے لیکن ابھی واضح نہیں ہو رہا۔ لیکن عنقریب ان شاء اللہ یہ واضح ہو جائیگا نہ امریکہ کی چال بازیاں کام آئیں گی اور نہ ہمارا مغرب زدہ دانشور طبقہ کامیاب ہو گا۔ آنے والا دور بڑا اچھا دور ہو گا۔ اور یہ مجاہدین کا دور ہو گا۔ مخلص لوگوں اور اسلام سے محبت کرنے والے لوگوں کا دور ہو گا۔ میں آپ کو اس ادارے حقانیہ سے منسلک ہونے پر پھر مبارک دیتا ہوں پھر آپ اس زمانے سے منسلک ہے، اس ملک سے منسلک ہیں جسکے اندر بہت تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں جہاد کے حوالے سے دین کے احیاء کے حوالے سے اور خاص کر نوجوانوں کے جذبہ جہاد کے حوالے سے جس کی سے وجہ دنیا میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ و آآخر دعوانا الحمدلله رب العالمين

()()()

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مولانا شہاب الدین ندوی
(بنگلور، انڈیا)

سورج کی موت اور قیامت

قرآن، حدیث اور سائنس کی نظر میں

(آخری قسط)

قرآن اور کائنات کی مطابقت

اوپر سورۂ شوریٰ کی حسب ذیل آیت پیش کی گئی تھی: الله الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان ؕ وما یدریك لعل الساعة قریب: "اللہ وہی ہے جس نے کتاب اور میزان دونوں کو حقانیت (حکمت و مطابقت) کے ساتھ اتارا ہے اور تجھے کیا معلوم کہ شاید قیامت قریب ہی ہو۔ (شوریٰ: ۱۷)

اس موقع پر 'حق' کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ اس کائنات اور کتاب الٰہی کے سات مطابقت پر دلالت کررہا ہے۔ چنانچہ امام راغبؒ نے تحریر کیا ہے کہ لفظ 'حق' کے اصل معنی 'مطابقت' کے ہیں۔ (اصل الحق المطابقة والموافقة) اور اس کا استعمال چار طرح سے ہوتا ہے جن میں سے ایک صورت یہ کہ کوئی ایجاد کردہ چیز حکمت کی مقتضی ہو۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ کے فعل کو تمام تر حق کہا جاتا ہے۔ (۵۷)۔

اس اعتبار سے مقصود یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن اور کائنات دونوں کو حکمت اور ایک دوسرے کی مطابقت کے طور پر نازل کیا ہے۔ اور اسکے بعد قیامت کے قریب ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں کے تقابل سے نہ صرف وقوع قیامت بلکہ اس کے قریب ہونے کے دلائل بھی منقح ہو کر سامنے آجاتے ہیں، جن میں کسی قسم کا اشتباہ نہیں رہتا۔ یہی وہ راز خدائی ہے۔ جس کی بنا پر ان دونوں کو ایک دوسرے کا مصدق و مؤید بنایا گیا ہے۔

اصول دین کا اثبات

خلاصہ یہ کہ قرآن اور کائنات کی مطابقت سے تمام اصول دین (دینی عقائد) کا اثبات عین الیقین اور حق الیقین کے طور پر ہو جاتا ہے۔ لہذا قرآن عظیم کو اصول دین کے اثبات کی غرض سے نظام کائنات کے مطابق بنایا گیا ہے، نہ کہ اسے اکتشافات جدیدہ کا "خبرنامہ" بنادینا جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال خام ہے۔

بہر حال ان مباحث سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مطالعہ ٔ کائنات کے باعث خدا کا وجود بھی ثابت ہوتا ہے اور یوم آخرت کا اثبات بھی۔ اور اس کے ساتھ ہی کتاب الہی اور رسالت کی حقانیت اور دیگر تمام عقائد کا بھی اثبات ہوتا ہے اور یہ سب کچھ علمی و عقلی اور سائنٹیفک دلائل کی روشنی میں واضح ہوتا ہے جنکے ملاحظے کے بعد اصول دین کی حقانیت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ جاتا بلکہ ان دلائل کے ملاحظے سے ایمان میں "پختگی" پیدا ہوتی ہے اور یقین کی کیفیت بڑھ جاتی ہے جو کہ اصل مقصود ہے۔ اسی لئے ارشاد باری ہے: خلق الله السماوات والارض بالحق ان فی ذالك لاية للمومنين "اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حقانیت (حکمت و مطابقت کیساتھ پیدا کیا ہے۔ ان مظاہر میں اہل ایمان کیلئے ایک بڑی نشانی موجود ہے۔ (عنکبوت: ۴۴)

قرآن اور کائنات کے اسرار سربستہ

قرآن حکیم ایک حیثیت سے نہایت درجہ آسان ہے جس سے ہر عالم اور عامی بخوبی استفادہ کرسکتا ہے مگر دوسری حیثیت سے وہ انتہائی مشکل اور غامض بھی ہے، جس سے صرف اخص الخواص ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام علمی حقائق کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور یہ حقائق قرآن کے "سطحی مطالعے سے واضح نہیں ہو سکتے بلکہ اسکے لئے علوم وفنون کی گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنی پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے: كتاب انزلنا اليك مبارك ليدبروا آياته وليتذكر او لو الالباب: "یہ مبارک کتاب ہم نے آپ کے پاس (اس لئے) بھیجی ہے' تاکہ (اہل علم) اسکی آیات میں غور کریں اور پختہ عقل والے (اس کے انوکھے مضامین کے ملاحظے سے) متنبہ ہو سکیں۔ (ص: ۲۹)

اور حسب ذیل آیات کے ملاحظے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کے

تمام رازوں سے بخوبی آگاہ ہے جو مظاہر کائنات کے نظاموں میں پوشیدہ ہیں اور یہ رازہائے فطرت قرآن اور کائنات کی مطابقت سے دواور دو چار کی طرح بغیر کسی تاویل کے سامنے آتے ہیں۔ اسی بنا پر قرآنی آیات کیساتھ ساتھ مظاہر کائنات اور ان کے نظاموں میں غور و خوض کر کے خداوند قدوس کے ان تخلیقی رازوں کو منظر عام پر لاکر نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کی دعوت دی گئی ہے۔

قل انزله الذی یعلم السرفی السماوات والارض "کہہ دو کہ اس قرآن کو اس نے اتارا ہے جو زمین اور اجرام سماوی کے (تمام) بھیدوں کو جانتا ہے" (فرقان : ٦)

وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین : "آسمان اور زمین میں ایسی کوئی پوشیدہ چیز (راز سربستہ) نہیں ہے جو (اس) کتاب روشن میں نہ ہو"۔ (نمل : ٧٥)

اولیس الله باعلم بما فی صدور العالمین : "کیا اللہ کائنات کے سینے میں موجود (بھیدوں) کا جاننے والا نہیں ہے ؟" (عنکبوت : ١٠) الا یسجدو ا لله الذی یخرج الخب فی السماوات والارض: "کیا یہ لوگ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز نہ ہونگے جو زمین اور آسمانوں میں موجود پوشیدہ چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے ؟" (نمل : ٢٥)

دیکھئے ان چاروں آیتوں میں ایک ہی حقیقت مختلف پیرایوں میں بیان کی گئی ہے اور الفاظ بھی بدل بدل کر لائے گئے ہیں۔ چنانچہ 'سر' 'غائبة' اور 'خبء' تقریباً ہم معنی الفاظ ہیں۔ پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمانوں یا کائنات میں موجود تمام اسرار سربستہ کا جاننے والا ہے۔ دوسری آیت میں خبر دی گئی ہے کہ یہ تمام رازہائے سربستہ کتاب حکمت میں موجود ہیں۔ ان دونوں آیتوں کو ملانے سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چونکہ نظام فطرت کے تمام رازوں سے باخبر ہے، اس لئے اس نے ان بھیدوں کو اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔ چنانچہ تیسری آیت کے مطابق جو سوالیہ انداز میں ہے، نوع انسانی سے پوچھا جارہا ہے۔ کہ کیا اللہ تعالیٰ کائناتی بھیدوں سے ناواقف ہے ؟ ظاہر ہے کہ یہ بات اسی وقت درست ہوسکتی ہے جب کہ قرآن اور تحقیقات جدیدہ کی مطابقت ظاہر ہو جائے۔ ورنہ یہ مفہوم صادق نہ آسکے گا۔ ظاہر ہے کہ قرآن عظیم ایک حکیمانہ کلام

ہے اور اسکی تمام آیات ایک دوسرے کی شرح و تفسیر کرنے والی ہیں ورنہ وہ ایک معمہ اور چیستان بن کر رہ جائیگا اسی وجہ سے اس کلام حکمت میں غور و خوض کرنے کی تائید کی گئی ہے۔ غرض ان آیات میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ابدی منصوبے کی رو سے اس کائنات میں موجود تخلیقی رازوں کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا رہے گا تاکہ نوع انسانی کو اپنے وجود کی خبر دیتے ہوئے اسے اس بات پر آمادہ کر سکے کہ وہ اسے ایک خدائے برتر تسلیم کر کے اپنی عاقبت درست کر لے۔ یہ ہے قرآن اور کائنات کی مطابقت کا اصل الاصول اور مقصد المقاصد جو عنداللہ مطلوب ہے۔ لہذا اس سلسلے میں قرآن اور کائنات یا قرآن اور سائنس کے بارے میں دینی طبقوں کے درمیان جو غلط فہمیاں موجود ہیں وہ دور ہو جانی چاہئیں۔ کیونکہ یہ پوری کائنات خداوند عزوجل کی پیدا کی ہوئی ہے' اور قرآن عظیم بھی اس کا نازل کردہ ہے لہذا ان دونوں میں تعارض و تضاد کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اسی طرح جو لوگ قرآن عظیم کو کلام الٰہی ماننے کے بجائے اسے ایک گھڑا ہوا صحیفہ قرار دیتے ہین انکی غلط فہمی بھی دور ہو جانی چاہیے۔ کیونکہ یہ کلام برتر ایسے گہرے حقائق و معارف پر مشتمل ہے جنکی صداقت و سچائی کی گواہی جدید سائنس اور اسکی تحقیقات دے رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب و غریب منصوبہ بندی ہے تاکہ خود انسانی تحقیقات کے ذریعہ عصر جدید پر اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو جائے۔ تاکہ جسے مرنا ہو وہ دلیل دیکھ کر مر جائے۔

غرض قرآن عظیم ہر اعتبار سے حقائق و معارف سے بھرپور ایک لاثانی صحیفہ حکمت ہے جو عصر جدید میں اپنا علمی اعجاز دکھا رہا ہے۔ اور اسکی تجلیوں سے علم و حکمت کے تاریک گوشے منور ہو رہے ہیں اور نئے نئے جہانوں کی سیر ہو رہی ہے۔ یہ عظیم صحیفہ سارے جہاں کیلئے تذکرہ و تنبیہ بن کر سوئے ہوئے انسانوں کو جگا رہا ہے۔ اور اپنے ابدی حقائق کے جلوے دکھا کر پوری نوع انسانی کو متنبہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اسکا ایک ایک لفظ علم و حکمت سے بھرپور اور حقائق و معارف سے لبریز ہے جسکی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ حسب ذیل آیات کریمہ مذکورۂ بالا تمام دعوؤں کے عین مطابق ہیں : تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا: "بڑا ہی بابرکت ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان (حق و باطل میں تمیز کرنے والی کتاب) نازل کی، تاکہ

وہ سارے جہاں کو متنبہ کر سکے۔(فرقان :۱)

ان ھوالا ذکر للعالمین ، ولتعلمن نباہ بعد حین. "یہ قرآن سارے جہاں کیلئے ایک تذکرہ ہے۔ اور تم کچھ عرصے کے بعد اسکی سچائی کی خبر ضرور جان لو گے۔" (ص : ۸۷۔۸۸)۔ چنانچہ قرآن اور کائنات کے یہ پوشیدہ اسرار و رموز و معارف آج مسلسل و لگاتار ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ جن سے ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

حدیث بھی نشان رسالت

اس موقع پر ایک فلسفیانہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ریگزار عرب کے ایک امی شخص کو ان عظیم ترین علمی حقائق تک رسائی کس طرح ہوئی ، جن کے اکتشافات پر دنیا کے قابل ترین سائنس دانوں کو اپنی عمریں کھپانی اور صدیاں لگانی پڑیں ؟ کیونکہ سورج کے بارے میں یہ تمام اکتشافات بیسویں صدی میں ظہور پذیر ہو سکے ہیں۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا کوئی بھی جواب اس عظیم ترین حقیقت کو تسلیم کئے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر آخر زماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ایک امی شخص تو کجا "اہل علم" کی ایک پوری ٹیم مل کر بھی اس قسم کی صحیح پیش گوئی ہر گز نہیں کر سکتی تھی جس کی حقیقت موجودہ دور میں ظاہر ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی دوسری کوئی بھی مثال ہمارے سامنے موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے حقائق کا ظہور ڈیڑھ ہزار سال تو بہت دور کی بات ہے پچھلی صدی تک میں بھی اس بات کا کوئی تصور تک کسی کے ذہن و خیال میں نہیں آسکا تھا۔ کہ سورج ایک نہ ایک دن اپنی "فطری موت" مر جائے گا۔ اس اعتبار سے قرآن تو قرآن خود حدیث نبوی بھی "نشانِ رسالت" کی حیثیت رکھتی ہے جس پر عصر جدید کے بعض لوگ "بے اعتباری" ظاہر کرتے ہیں۔ اگر اس موضوع پر تحقیقی نقطۂ نظر سے کام کر کے ذخیرہ حدیث میں جو حقائق مختلف علوم و فنون کے بارے میں مذکور ہیں انہیں منظر عام پر لایا جائے تو علمی دنیا حدیث نبوی کے اعجاز کا بھی اسی طرح نظارہ کریگی۔ جس طرح آج قرآن عظیم کے علمی اعجاز کا نظارہ کر رہی ہے۔ لہذا علماء کی ایک ٹیم کو اس کار عظیم میں جٹ جانا چاہیے۔ یہ وقت کی پکار ہے۔

۔۔۔

اس موقع پر یہ حقیقت بھی ملاحظہ ہو کہ قرآن اور حدیث میں جو تفصیلات اس سلسلے میں مرقوم ہیں ان دونوں میں کوئی تعارض یا تصادم بالکل نہیں ہے۔ جو اس بات کا ایک اور ناقابل تردید ثبوت ہے کہ یہ دونوں ایک ہی سرچشمے سے صادر شدہ ہیں۔ ورنہ ان دونوں میں اس قدر زبردست مطابقت ہر گز نہ پائی جاتی۔ اور پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ دونوں مصادر ایک دوسری کی شرح و تفصیل بھی کر رہے ہیں۔ ان حقائق کے ملاحظے سے ان دونوں کا اعجاز یکساں طور پر ثابت ہوتا ہے اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ پیغمبر امی ﷺ اللہ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ اور آپ نے جو کچھ بھی ارشاد فرمایا وہ وحی الٰہی کی بنیاد ہی پر تھا۔ لہذا حدیث نبوی کا یہ اعجاز موجودہ دور کیلئے ''نشان نبوت'' قرار پاتا ہے۔ چنانچہ خود ایک حدیث میں وحی الٰہی کے اس اعجاز پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے: مامن الانبیاء من نبی الا قد امتی من الایات مامثله امن علیه البشر۔ وانماکان الذی اوتیت وحیا اوحی الله الی۔ (۵۸) ''ہر نبی کو کوئی معجزہ دیا گیا تھا جس پر لوگ ایمان لائے۔ مگر مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی وحی ہے جو مجھے عنایت کی گئی ہے۔''

چنانچہ آج قرآن کیساتھ ساتھ خود حدیث نبوی کا معجزہ ہونا عقلی و سائنٹفک نقطۂ نظر سے اس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ لوگوں کو ان دونوں کے وحی ہونے میں کسی بھی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک زندہ معجزہ ہے اور اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

وما ینطق عن الهوی ان هوالا وحی یوحی: ''وہ اپنی نفسانی خواہش کے مطابق کچھ نہیں، بلکہ وہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔ (نجم: ۳-۴)

الغرض ان دونوں مصادر کی صدق و سچائی کے ملاحظے سے یہ حقیقت بھی بخوبی ثابت ہو جاتی ہے کہ ''علم'' صرف وہی نہیں ہے جو محسوسات و معقولات کے ذریعہ حاصل ہوتا ہو جیسا کہ مادہ پرستوں کا ادعا ہے بلکہ علم وہ بھی ہے جو ''وحی الٰہی'' کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے لیکن پھر بھی ایک حیثیت سے ''علم محسوسات'' میں غلطی کا امکان رہتا ہے جبکہ وحی الٰہی یا علم الٰہی میں اسکا امکان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ چودہ سو سال پہلے لسان نبوت سے جو کچھ صادر ہوا تھا وہ آج پتھر کی ایک لکیر کی طرح اپنی جگہ اٹل ہے جب کہ نظام فطرت سے متعلق قدیم افکار و فلسفوں کی دنیا ہی بدل گئی

ہے اور اس حقیقت عظمیٰ کو وہی جھٹلا سکتا ہے جو معاند ہو اور کسی بھی علمی حقیقت کو ماننے کیلئے تیار نہ ہو۔

آج وحی الٰہی اور علم الٰہی کی صداقت و حقانیت کا ایمان افروز نظارہ رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کے "اجالے" میں ہو رہا ہے۔ اور جدید سائنس اپنی تمام تحقیقات اور اپنے لاؤ لشکر سمیت اسلامی عقائد و تعلیمات کی لگاتار اور پیہم تصدیق و تائید کیا کر رہی ہے گویا کہ اسلامی عقائد و تعلیمات کو "سلام" کر رہی ہے۔ اسلام کی صدق و سچائی کا اس سے بڑا عقلی ثبوت اور کیا چاہیے ؟

فهل من مدّكر ؟

(حواشی)

(۱) المفردات فی غریب القرآن' راغب اصفہانی، مطبوعہ بیروت۔

(۲) معجم الفاظ القرآن الکریم' ۱/ ۶۲۲ الھیئۃ المصریۃ، ۱۹۷۰ء۔

(۳) دیکھئے آکسفورڈ السٹریٹڈ انسائیکلوپیڈیا' ۸/ ۵۴ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نیویارک' ۱۹۹۳ء۔

(۴) Helium (۵) اسی بناء پر قرآن حکیم میں سورج کو چراغ (سراج) سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(٦) White Dwarf (۷) The Birth and Death of the Sun.

(۸) Gamow, George, The Birth and the Death of the Sun, The New American Liberay, New York, 1956, P.140

(۹) یعنی جس طرح ایک شعلہ بجھنے سے پہلے بھڑک اٹھتا ہے اسی طرح سورج بھی ٹھنڈا ہونے سے پہلے پھیل کر ایک دیو ہیکل "سرخ شعلے" کی صورت اختیار کر لے گا۔

(۱۰) Encyclopeadia Britannica, 1983, Vol. 17, P.808

(۱۱) Nove واحد Nova۔

(۱۲) Oxfor Illustrated Encyclopaedia, Vol.8 The Universe, P.110, New York, 1993.

(۱۳) Gamow, George, The Birth and The Death of The Sun, P.159

(۱۴) Milky Way

(۱۵) Big Bang Theory

(۱۶) جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن ۵/ ۴۳۳ مطبوعہ بیروت' مستدرک حاکم ۴/ ۵۷۶' مطبوعات بیروت' نیز بقول امام سیوطی اس حدیث کو امام احمد اور ابن منذر نے بھی روایت کیا ہے، دیکھئے تفسیر در منثور: ۸/ ۴۲۶' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۹۹۳ء۔

(۱۷) دیکھئے مستدرک حاکم ۴/ ۵۷۵۔۵۷۶' مطبوعہ بیروت۔

(۱۸) طبرانی' منقول از کنزل العمال ۱/ ۱۷۹' موسسۃ الرسالۃ' بیروت ۱۹۸۹ء۔

(۱۹) ابن عساکر' منقول از کنذ العمال ۱/ ۱۹۷۔

(۲۰) الاتقان فی علوم القرآن از جلال الدین سیوطی ۲/ ۱۲۰' مصر ۱۹۷۸ء

(۲۱) ایضاً۔ نیز ملاحظہ ہو کنذ العمال ۱/ ۱۹۵' موسسۃ الرسالۃ' بیروت ۱۹۸۹ء۔

(۲۲) جامع البیان فی تفسیر القران (تفسیر ابن جریر) طبری' ۳۰/ ۴۱' دار المعرفۃ بیروت' ۱۹۸۰ء۔

(۲۳) صحیح بخاری باب صفۃ الشمس والقمر' ۴/ ۷۵' مطبوعہ استنبول' ۱۹۸۱ء

(۲۴) تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) ۴/ ۴۷۵ مطبوعہ قاہرۃ' تفسیر الدر المنثور ۸/ ۴۲۶۔ دار الفکر بیروت' ۱۹۹۳ء۔

(۲۵) تفسیر کبیر: ۳۱/ ۶۷' دار الفکر بیروت' ۱۹۹۴ء نیز ملاحظہ ہو تفسیر کشاف ۴/ ۲۲۱' مطبوعہ تہران، تفسیر بیضاوی ۵/ ۴۵۶' بیروت ۱۹۹۶ء۔

(۲۶) دیکھئے لسان العرب ۵/ ۱۵۶' دار صادر بیروت' تاج العروس من جواہر القاموس ۷/ ۴۶۱' طبع جدید دار الفکر بیروت' ۱۹۹۴ء۔

(۲۷) صحیح بخاری' ۴/ ۷۵

(۲۸) مسند ابوداؤد طیالسی' ص ۲۸۱ دار المعرفۃ بیروت نیز دیکھئے جامع الاحادیث علامہ جلال الدین سیوطی ۲/ ۲۳۷' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ۔

(۲۹) ابن مردویہ' منقول از کنذ العمال ۶/ ۱۵۳' مطبوعہ موسسہ الرسالہ بیروت۔

(۳۰) فیض القدیر شرح جامع صغیر' ۴/ ۱۷۷' المکتبۃ التجاریۃ مکۃ المکرمۃ۔

(۳۱) ملاحظہ ہو: النھایۃ فی غریب الحدیث' ابن اثیر' ۳/ ۱۷۲' المکتبۃ الاسلامیۃ۔

(۳۲) جیسا کہ ارشاد باری ہے : کل یجری لا جل مسمی۔ ہر ایک مقررہ وقت تک دوڑ تا رہے گا۔ اور دوسر جگہ ارشاد ہے کل فی فلك یسبحون : ہر ایک اپنے مدار میں تیر رہا ہے۔(انبیاء '۳۳)

(۳۳) دیکھئے النہایۃ فی غریب الحدیث '۳/ ۲۷۵۔

(۳۴) دیکھئے فتح الباری حافظ ابن حجر '۶/ ۳۰۰ 'مطبوعہ دار الافتاء ریاض۔

(۳۵) ایضاً

(۳۶) سنن دارمی '۱/ ۵۰ 'دار الفکر بیروت '۱۴۱۴ھ۔

(۳۷) پراسرار کائنات از جیمز جینس 'ص ۳۸ ' مطبوعہ کراچی اس سلسلے میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے راقم سطور کی کتاب '' قرآن اور نظام فطرت ''مطبوعہ فرقانیہ اکیڈمی بنگلور۔

(۳۸) صحیح مسلم 'کتاب فضائل الصحابۃ '۴/ ۱۹۶۱ء مطبوعہ دار الافتاء ریاض۔

(۳۹) بخاری کتاب الکسوف '۲/ ۲۴ 'مطبوعہ استنبول 'مسلم کتاب الکسوف '۲/ ۶۱۸۔

(۴۰) دیکھئے جارج گیمو کی کتاب '' دی برتھ اینڈ دی ڈیتھ آف دی سن '' ص ۱۵۹۔

(۴۱) بخاری کتاب الکسوف ۲/ ۲۴ (۴۲) ایضاً ص ۲/ ۲۴۔ ۲۵

(۴۳) بخاری ۲/ ۲۶ (۴۴) بخاری ۲/ ۲۵ ' مسلم ۲/ ۶۱۹

(۴۵) النہایۃ فی غریب الحدیث ابن اثیر '۳/ ۴۴۴ 'المکتبہ الاسلامیۃ۔ (۴۶) Red Giant

(۴۷) White Dwarf (۴۸) دیکھئے تفسیر ابن جریر ۲۷/ ۶۹ ' دار المعرفۃ بیروت تفسیر در منثور جلال الدین سیوطی ' ۷/ ۶۹۲ ' دار الفکر بیروت ' ۱۴۱۴ھ زاد المسیر فی علم التفسیر ' ابن جوزی ۸/ ۱۰۷ 'المکتب الاسلامی دمشق ۱۳۸۷ھ۔

(۴۹) تفسیر کشاف '۴/ ۴۳ 'انتشارات آفتاب تہران۔ (۵۰) تفسیر ابن جریر ۲۷/ ۶۹۔

(۵۱) تفسیر قرطبی '۲۷/ ۱۵۴ (۵۲) زاد المسیر فی علم التفسیر ابن جوزی ۸/ ۱۰۷۔

(۵۳) تفسیر قرطبی ' ۲۷/ ۱۵۴۔

(۵۴) تفسیر بیضاوی ۵/ ۲۷۳ 'ملاحظہ ہو تفسیر ابو السعود ۸/ ۱۷۷ 'دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(۵۵) دیکھئے زاد المسیر فی علم التفسیر (تفسیر ابن الجوزی) ۸/ ۱۰۷۔

(۵۶) تفسیر ابن کثیر '۴/ ۲۷۰ مکتبہ دار التراث قاہرۃ

(۵۷) دیکھئے المفردات فی غریب القرآن 'ص ۱۲۴

(۵۸) صحیح مسلم : ۱/ ۱۳۴ ' مطبوعہ ریاض نیز ملاحظہ ہو مسند احمد ۲/ ۳۴۱ 'بیروت

سیرت کی تعریف اور حدود وقیود

مولانا اکرام اللہ جان قاسمی نائب مدیر جامعۃ البنات الاسلامیہ، سرڈھیری چارسدہ

لغوی تحقیق:۔

سیرت جسے عربی میں السیرۃ لکھا اور پڑھا جاتا ہے عربی زبان کا لفظ ہے اور اس سے فعل سار یسیر سیراً ومسیراً ومسیرۃً وسیرورۃً (باب ضرب یضرب) مستعمل ہے بمعنیٰ چلنا، پھرنا، جانا، سفر کرنا، عمل کرنا، مشہور ہونا۔

السیرۃ اسی سار یسیر کا اسم ہے جس کا استعمال مختلف معانی کیلئے ہوتا ہے مثلاً روش، طور طریقہ، چال چلن، ڈھنگ، طرز زندگی، کردار، سنت، عادت، شکل وصورت، ہیئت، حالت، کہانی، قصہ، واقعہ۔(۱)

لوئس معلوف کی مشہور کتاب المنجد فی اللغۃ میں السیرۃ کی توضیح اس طرح کی گئی ہے

السّیرۃُ اسمٌ مِن سار ـ السنۃُ والطریقۃُ والمذھبُ والھیئۃُ۔ السیرۃ سار یسیر کا اسم ہے بمعنیٰ سنت، طریقہ، مذہب اور ھیئت ۔ سیرۃُ الرجلِ صحیفۃُ اعمالہٖ و کیفیۃُ سلوکہٖ بین الناس کسی شخص کی سیرت کا مطلب ہے اس شخص کی سوانح حیات اور لوگوں کے ساتھ اس کے برتاؤ کا انداز۔ یقال ھو حَسَنُ السّیرۃِ و منہ قولُھم " مَن طابتْ سریرتُہ حُمدتْ سیرتُہ " کہا جاتا ہے کہ فلاں اچھی چال چلن کا حامل ہے اور اسی سے عرب کا قول ہے کہ جس کا باطن پاکیزہ ہوتا ہے اس کا کردار قابل ستائش ہوتا ہے(۲)

علامہ جار اللہ زمخشری اساس البلاغۃ میں وضاحت کرتے ہیں

السّیرۃ ـ سار الوالی فی الرّعیۃ سیرۃً حسنۃً بادشاہ اپنی رعایا میں اچھے کردار اور چال چلن کے ساتھ مشہور ہوا واَحْسَنُ السِّیَر بہترین اخلاق وکردار والا۔ وھذا فی سیر الاوّلین یہ پہلے لوگوں کے واقعات میں پایا جاتا ہے۔ وقال خالد بن زھیر

فلا تغضبنّ مِن سنۃٍ انت سِرْتَھا . فاوّل راضی سُنّۃٍ مَن یسیرھا

خالد بن زہیر کا شعر ہے کسی ایسی عادت وروش پر تجھے غصے میں نہیں آنا چاہیئے جو تو خود کر چکا کیونکہ کسی طریقہ پر راضی ہونے والا پہلا شخص وہ ہوتا ہے جو اسے بذات خود کر چکا ہے (۳)

صاحب تاج العروس محمد مرتضٰی الزبیدی نے بھی السیرۃ کے یہی معانی بیان کئے ہیں (۴)

علامہ مجد الدین فیروز آبادی القاموس المحیط میں لکھتے ہیں

السِّیرۃُ بالکسر السنۃُ والطریقۃُ والھیئۃُ والمسیرۃُ السیرۃ سؔ کے زیر کے ساتھ سنت، طریقہ، ہیئت اور مسافت کے معنوں میں مستعمل ہے (۵)

ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں کہ سیراً کے معنی چلنے اور رخصت ہونے کے آتے ہیں جیسے حدیث حذیفہؓ میں ہے تَسَایَرَعنہ الغَضَبُ اس سے غصے کے آثار رخصت ہو گئے۔ اس کے علاوہ سیرۃ کا لفظ مسافت کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور السیارۃ کے معنی قافلہ کے ہیں۔ نیز السّیرۃ کے معنی ہیئت اور حالت کے بھی آتے ہیں (٦)

قرآن میں اس مادہ کا استعمال

قرآن پاک میں السَّیْر اور السِّیرۃ کے الفاظ انہی لغوی معانی میں استعمال ہوئے ہیں سورہ طور میں ارشاد ہے وتَسِیرُ الجبالُ سیراً اور پہاڑ اپنی جگہ سے چل پڑینگے (۷)

سورہ روم میں ہے

اولم یسیروا فِی الارضِ فینظرو اکیف کان عاقبۃُ الذین مِن قبلھم ط کیا یہ لوگ زمین میں نہیں پھرے کہ دیکھ لیتے انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گذرے ہیں (۸)

سورہ قصص میں ہے

فلمّا قضیٰ موسی الاجلَ و سار باھلہ انس مِن جانبِ الطورِ ناراً ط

پس جب موسیٰؑ اپنی مدت پوری کر چکے اور اپنی اہلیہ کو ساتھ لیکر چل دیئے تو ان کو کوہِ طور کی طرف سے آگ (روشنی) دکھائی دی (۹)

سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے

خُذْھا ولا تَخَفْ سَنُعِیدُھا سِیرَتَھا الاُولیٰ ہ

اس (اژدھا) کو پکڑلو اور ڈرو نہیں۔ ہم اسے پہلی والی ہیئت پر لے آئیں گے (۱۰)

گویا قرآن پاک میں یہ الفاظ چلنے پھرنے اور ہیئت و حالت کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

آثار صحابہؓ میں استعمال:۔

سیرۃ کا لفظ آثار صحابہ میں بھی مستعمل ہوا ہے۔ مسند احمد بن حنبل میں ہے۔

قام علیؓ علَی المنبرِ فذ کر رسولَ اللّٰہ ؐ فقال قُبِضَ رسولُ اللّٰہ ؐ واستخلف ابوبکر فعمل بعملہٖ وسار بسِیرتہٖ حتی قبضَ اللّٰہ عزوجل علیٰ ذالک ثم استخلف عمرؓ علیٰ ذالک فعمل بعملھما و سار بسیرتھما حتی قَبض اللّٰہ عزوجل علیٰ ذالک۔

ترجمہ :۔ حضرت علیؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور آپؓ نے رسول اکرمؐ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب رسول اکرمؐ وفات پاگئے تو آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ منتخب کئے گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ جیسے کام کئے اور آپؐ کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ آپؓ فوت ہوگئے تو حضرت عمرؓ خلیفہ منتخب کئے گئے۔ حضرت عمرؓ نے ان دونوں جیسے کام کئے اور ان کی سیرت پر چلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کو بھی قبض کرلیا (۱۱)

اسی مسند ابن حنبل کی دوسری روایت ہے

عن ابی وائل قال قلتُ لعبدِالرحمٰن بن عوف کیف بایعتم عثمانؓ و ترکتم علیاًؓ قال ماذَ نبی قد بدأتُ بعلیٍ فقلتُ اِبایعك علی کتاب اللّٰہ وسنۃِ رسولہٖ وسیرۃِ ابی بکرٍ و عمرَ رضی اللّٰہ عنھا قال فقال فیما استطعتُ قال ثم عرضتُھا علی عثمانؓ فقَبِلَھا.

ترجمہ :۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا کہ آپ لوگوں نے حضرت علیؓ کو چھوڑ کر حضرت عثمانؓ کی بیعت کیوں کی؟ انہوں نے کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں میں نے حضرت علیؓ سے کہا تھا کہ میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ اور سیرتِ ابوبکرؓ و عمرؓ پر تمھاری بیعت کرتا ہوں، حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ میں حسب استطاعت ذمہ داری نبھاؤں گا پھر میں نے حضرت عثمانؓ سے یہی بات کی تو انہوں نے اسے تسلیم کرلیا (۱۲)

پہلی حدیث میں سار بسیرتہٖ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جبکہ دوسری حدیث میں

سیرۃُ اَبِیْ بکرٍ کے الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔

اصطلاحی مفہوم :۔

اس سے قبل سیرت کے لغوی معنی میں بیان ہو چکا کہ سَیْرٌ کے معنیٰ چلنے، پھرنے اور سفر کرنے کے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہ لفظ پہلے پہل جہاد و غزوات کیلئے استعمال ہونے لگا کیونکہ جہاد و غزوات میں سفر اور انتقال مکان ہوا کرتا تھا۔

کشّاف اصطلاحات الفنون میں ہے

"مغازی کو سِیَرْ اس لئے کہتے ہیں کہ اَوّلُ اُمورِھا السَّیْرُ اِلیَ الغزْوِ یعنی میدان جنگ کی طرف چل کر جانے سے جہاد و مغازی کی ابتداء ہوتی ہے" (۱۲)

شیخ محمد طاہر پٹنی "مجمعُ بحارِ الانوار" میں کتاب السیر کی ابتداء یوں کرتے ہیں

کتابُ السِّیَرْ۔ جمعُ سِیْرۃٍ بمعنی الطریقۃ لأنّ الأحکامَ المذکورۃَ فیھا مُلتقاۃٌ مِنْ سِیَرِ رسولِ اللّٰہ فی غزَوَاتِہ۔ السِّیَر سیرۃ کی جمع ہے جو کہ طریقہ کے معنی میں ہے اسلئے کہ اس میں ذکر شدہ احکام رسول اکرم ﷺ کے غزوات سے لئے گئے ہوتے ہیں (۱۳)۔

المغرب میں ہے

اِنّھا غَلَبَتْ فِی الشّرعِ علیٰ امورِ المَغازی وما یتعلّق بھا

یہ لفظ زیادہ تر مغازی اور اس سے متعلقہ امور کے بارے میں استعمال ہوتا ہے (۱۴)

اس کے بعد اس لفظ کے معنی میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کے مفہوم مین جہاد و غزوات کے علاوہ کفار و مشرکین اور باغیوں کے ساتھ صلح و امن کے امور، تجارت اور دیگر متعلقات بھی داخل ہوگئے۔ محمد علی الفاروقی لکھتے ہیں کتاب السیر سے مراد سِیَرُالامامِ و معاملاتُہ مع الغُزَاۃِ والانصارِ والکُفّارِ ہے یعنی مسلمان حاکم وقت کا غازیوں، مددگاروں اور کافروں کے ساتھ سلوک و معاملات۔

ایک جگہ لکھتے ہیں

اصل میں سَیر ... بمعنی چلنا اور جانا تھا اس سے طریقہ کی طرف انتقال ہوا۔ پھر شرع میں اس پر خاص

معنی غالب آگئے یعنی طریقۃَ المسلمینَ فِی المعاملۃِ مع الکافرینَ والباغینَ وغیرِھم مِن المُستامنینَ والمرتدینَ واھلِ الذّمۃِ یعنی مسلمانوں کا کافروں، باغیوں، پناہ لینے والوں، مرتدوں اور ذمیوں وغیرہ کے ساتھ سلوک وتعلقات (۱۵)

سیرت کے مفہوم میں مذکورہ وسعت اور عموم فقہاء کے نزدیک ہے اور انہوں نے اپنی فقہی کتب میں کتاب السیر کے نام سے الگ باب قائم کر کے اس میں مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ جنگ وامن، معاملات، معاہدات اور سلوک وکردار کے مسائل ذکر کئے ہیں جسے اسلام کے بین الاقوامی قانون (International Law of Islam) کا درجہ حاصل ہے اس سلسلے میں سب سے اہم کتاب امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ (متوفی ۱۸۹ھ) کی کتاب السیر ہے جو شمس الأیمہ محمد بن احمد السّرخسیؒ (متوفیٰ ۴۸۳ھ) کی شرح کے ساتھ چھپ چکی ہے اور عام دستیاب ہے۔

محدثین، ائمہ رجال اور ارباب تاریخ کے ہاں سیرت کا لفظ غزوات وجہاد کے احکام وواقعات کے علاوہ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام حالات کو شامل ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں

"وہ حدیثیں جو ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ، صحابہ کرامؓ اور اہلبیت عظامؓ سے متعلق ہیں اور سرور کائنات ﷺ کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے حالات پر مشتمل ہیں وہ "سیر" کے نام سے موسوم ہیں" (۱۶)

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے

" اس لفظ کا اطلاق حضور سرور کائنات ﷺ کی حیات مبارکہ پر پہلے بھی ہوتا تھا اور اب بھی اس کا اصطلاحی مفہوم یہی ہے۔ سیرت کی اولین کتابیں چونکہ مغازی کہلاتی تھیں اس لئے سیرت کے معانی میں خصوصیت سے آنحضرت ﷺ کے مغازی کا بیان اور بعد ازاں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کا بیان شامل ہو گیا" (۱۷)

اکثر محدثین مغازی وسیر کو ایک ہی چیز گردانتے ہیں اور یہ اس لئے کہ ابتداءً سیر سے مراد صرف غزوات لئے جاتے تھے اور اس کے مفہوم میں ابھی زیادہ وسعت نہیں آئی تھی چنانچہ ابن اسحاق کی

مشہور کتاب کو سیرت ابن اسحاق بھی کہا جاتا ہے اور مغازی ابن اسحاق بھی۔ اس طرح حافظ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری میں کتاب المغازی کیلئے " الجہاد والسیر " کے عنوان سے باب باندھا ہے۔

علامہ شبلی نعمانیؒ سیرت النبی میں لکھتے ہیں

" تیسری صدی تک جو کتابیں سیرت کے نام سے مشہور ہیں مثلاً سیرت ابن ہشام، سیرت ابن عائذ، سیرت اموی وغیرہ ان میں زیادہ تر غزوات ہی کے حالات ہیں البتہ زمانہ مابعد میں مغازی کے سوا اور چیزیں بھی اس میں داخل کر لی گئیں مثلاً مواہب لدنیہ میں غزوات کے علاوہ اور بھی بہت کچھ ہے" (۱۸)

مشہور جرمن مستشرق جوزف ہورووتس (Joseph Horovitz) لکھتا ہے

" مغازی ان جنگوں کو کہتے ہیں جن میں حضور ﷺ خود شریک ہوتے۔ اس اعتبار سے مغازی کا دائرہ غزوات رسول ﷺ اور شریک جنگ صحابہ رسول ﷺ تک محدود رہنا چاہئے تھا لیکن اس اصطلاح کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اور عہد رسالت کے سارے واقعات پر کیا جانے لگا" (۱۹)

بعد کے ادوار میں سیرت کے مفہوم میں مزید وسعت سے کام لیا گیا اور اسے رسول اکرمؐ کی یات طیبہ کے علاوہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی زندگیوں کے واقعات کیلئے بھی استعمال کیا جانے لا جیسے کتاب سیرۃ الصحابہ، سیرت عائشہ، سیرت عمر بن عبد العزیز، سیرت النعمان اور سیرت ابن میہ وغیرہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور عام طور پر ملتی ہیں۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ کے مطابق سیرت کا مفہوم طریقہ ومذہب، سنت، ہیئت، حالت اور کردار تک محدود نہیں بلکہ اس سے مراد داخلی شخصیت، اہم کارنامے اور اکابر کے حالات زندگی بھی ہیں (۲۰)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے مذکورہ عبارت میں اکابر کے حالات زندگی کو بھی سیرت کا نام دیا ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ اسی کتاب میں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے علاوہ کسی اور کیلئے سیرت کے لفظ کو استعمال کرنا زیادتی کہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"تمام اشخاص کی Biography (سوانح حیات) کو سیرت کہنا زیادتی ہے کیونکہ سیرت کے لفظ کو صولی طور پر آنحضرت ﷺ کے حالات ہی سے مخصوص سمجھنا چاہیئے "(۲۱)

راقم کے خیال میں ڈاکٹر صاحب کی رائے ہے کہ جب سیرت کا لفظ علی الاطلاق استعمال کیا جائے تو اس سے صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی سیرت مراد لینی چاہیئے اور اس مطلق صورت میں سیرت کا لفظ آنحضرت ﷺ کی حیات کے علاوہ کسی اور کیلئے استعمال کرنا زیادتی ہو گی۔ ہاں جب اضافت یا کسی اور قید کے ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر درست ہو سکتا ہے۔

سیرت کی مذکورہ اصطلاحی تعریفات کو مدنظر رکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام حالات، واقعات، غزوات، شمائل واخلاق، پسند و ناپسند فرمودات اس سے متعلقہ اقوال، افعال و تقریرات، ازواج مطہرات، اہلبیتؓ عظام، صحابہ کرام اور غیر مسلموں کے ساتھ تعامل و معاملات بلکہ زمانہ قبل پیدائش وبعد وفات کے وہ واقعات جن کا تعلق آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے سیرت کہلاتے ہیں۔

سیرت کی حدود وقیود

مسلمان علماء کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ جب وہ کسی علم یا فن کی تعریف بیان کرتے ہیں تو یہ تعریف ایسی جامع و مانع ہوتی ہے جس سے اس علم یا فن کی حدود خود بخود متعین ہو جاتی ہیں۔ اس تعریف سے اس علم وفن کا نہ کوئی فرد باہر رہ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی باہر کا فرد اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعریف کو اہل علم کے ہاں حد بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ سیرت کی مذکورہ تعریفات کی روشنی میں سیرت کی حدود بھی متعین ہو جاتی ہیں یوں کہا جا سکتا ہے کہ سیرت مندرجہ ذیل پہلوؤں پر مشتمل ہے

۱) وہ تمام واقعات جو رسول اکرم ﷺ کی پیدائش سے قبل کے ہیں اور آپ ﷺ سے متعلق ہیں مثلاً عبدالمطلب کا حضرت عبداللہ کو ذبح کیلئے پیش کرنا اور پھر ان کی جگہ سو اونٹ فدیہ میں ذبح کرنا۔ جس کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے

اَنَا اِبنُ الذَّبِیحَین میں دو ذبیحوں کی اولاد ہوں ایک حضرت اسماعیلؑ اور دوسرے حضرت عبداللہ (۲۲)

۲) وہ تمام واقعات جو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت خصوصی طور پر ظہور پذیر ہوئے مثلاً ایوان کسریٰ کے کنکورے گرنا، مجوس کے آتش کدہ کا ٹھنڈا ہونا، بحیرہ سادہ کا خشک ہونا اور اس کے گرجے منہدم ہونا (۲۳)

۳) وہ تمام حالات و واقعات جو آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد نبوت ملنے تک آپ ﷺ کی ذات کے حوالہ سے وقوع پذیر ہوئے مثلاً آپ ﷺ کی رضاعت و خضانت، واقعہ شق صدر، بحیرا راہب کی پیش گوئی، جنگ فجاز، حلف الفضول، حجر اسود کی تنصیب، آپ ﷺ کا سفر شام، حضرت خدیجہؓ سے شادی اور غار حرا میں تعبد وغیرہ (۲۴)

۴) نبوت سے لیکر وفات تک کے سارے حالات، واقعات، شمائل و اخلاق، عادات و کردار، معمولات، حلیہ و مزاج، خانگی و بیرونِ خانہ زندگی میں تعامل و معاملات، پسند و ناپسند فرمودات، عزیزوں، رشتہ داروں، خادموں، دوستوں، دشمنوں، مخالفوں، بت پرستوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ برتاؤ و سلوک وغیرہ۔

۵) وہ تمام حالات و واقعات جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے اور آپ ﷺ سے متعلق ہیں مثلاً آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین اور تدفین، جیش اسامہ کی روانگی (کیونکہ اس کی تشکیل آپ ﷺ نے فرمائی تھی) اور آپ ﷺ کے متروکات وغیرہ کا بیان۔

سیرت کے مذکورہ اجزاء و مشمولات کو مدنظر رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ مندرجہ ذیل امور پر سیرت کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۱) قرآن پاک و احادیث طیبہ کا وہ حصہ جو عقائد سے متعلق ہے اور اس میں مسلمانوں کی ذہنی و قلبی اصلاح کی گئی ہے۔

۲) قرآن کریم و احادیث طیبہ کا وہ حصہ جو احکام یعنی اوامر و نواہی سے متعلق ہے۔ یہ

فقہاء کا میدان کار ہے اور اس میں وہ حلال و حرام کی تصریح کے تحت فرائض و واجبات اور منہیات وغیرہ کا درجہ متعین کرتے ہیں۔

۳) وہ آیات و احادیث جن میں یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلم اقوام کے ساتھ بحث اور مخاصمہ ہوا ہے۔ یہ متکلمین کا میدان ہے جس میں وہ باطل مذاہب و اقوام کے عقائد و نظریات کی تردید اور اسلامی عقائد و نظریات کا اثبات کرتے ہیں۔

۴) وہ آیات و احادیث جن میں موت، مابعد الموت، حساب و کتاب اور جنت و دوزخ کا ذکر ہے یہ واعظین کا موضوع ہیں جن کے ذریعہ وہ تذکیر اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے اہل ایمان کے دلوں میں نرمی پیدا کرتے ہیں۔

۵) وہ آیات و احادیث جن میں اچھے اعمال کے فضائل اور برے اعمال کے رذائل مذکور ہیں یہ بھی واعظین کا موضوع ہیں اور ان کے ذریعہ اچھے اعمال کی ترغیب اور برے اعمال کی ترہیب دی جاتی ہے۔

۶) زمانہ جاہلیت کے وہ واقعات جو کسی صحابی نے آپ ﷺ کے سامنے بیان کئے۔

۷) ازواج مطہرات، اہلبیت عظام اور صحابہ کرام کے وہ اقوال و افعال جن کا تعلق صرف ان کی اپنی ذات کے ساتھ ہے۔

۸) رسول اکرم ﷺ کے زمانہ سے متعلق دنیا کے عام حالات و واقعات جن کا رسول اکرم ﷺ کی ذات سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے سیرت کے موضوع سے خارج ہیں۔

بہت سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سیرت، فنِ حدیث ہی کی ایک خاص قسم کا نام ہے یعنی احادیث میں سے وہ واقعات الگ لکھ دیئے گئے جو آنحضرت ﷺ کے اخلاق و عادات سے متعلق ہیں تو یہ سیرت بن گئی۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ فن سیرت اور فن حدیث میں موضوع اور طریق کار کی مماثلت کے باوجود اختلافات موجود ہیں (۲۵)

حکیم ابو البرکات عبد الرؤف دانا پوریؒ اپنی کتاب اصح السیر کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

"اصحاب حدیث دراصل تین امور کو جمع کرتے ہیں (۱) رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا (۲) رسول اللہ ﷺ نے کیا کام کیا (۳) رسول اللہ ﷺ کے سامنے یا رسول اللہ ﷺ کے وقت میں کیا کیا گیا۔ اصحاب سیرت بھی انہی تین امور کو جمع کرتے ہیں۔ اسلئے اصل کام دونوں کا ایک ہے مگر باوجود اس کے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اصحاب حدیث کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات سے ان کی بحث ضمناً ہوتی ہے اور اصحاب سیر کا مقصود بالذات رسول اللہ ﷺ کو جاننا ہے احکام پر ان کے ہاں بحث ضمناً ہوتی ہے اسلئے محدثین کا مدار بحث یہ ہوتا ہے کہ یہ فعل یا قول رسول اللہ ﷺ کا ہے یا نہیں۔ ان کی تمام تر قوت اس تحقیق پر صرف ہوتی ہے کہ اس قول یا فعل کا انتساب رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ہے یا نہیں۔ لیکن اصحاب سیرت کو یہ بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کے سوا اس کے ساتھ دو باتیں اور معلوم کرنی پڑتی ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ نے کب ایسا کہا یا کیا۔ دوم یہ کہ ایسا کہنے یا کرنے کی وجہ کیا ہوئی؟ اصحاب سیرت حضور ﷺ کے اقوال وافعال کو مسلسل اور مربوط بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے اسباب وعلل کو بھی جاننا چاہتے ہیں اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے جب صحت کے ساتھ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل رسول اللہ ﷺ کا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کا طریقہ ہو گیا گو یہ نہ معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے کب، کس دن، کس تاریخ کو ایسا کہا یا ایسا کیا" (۲۶)

حدود و قیود کے حوالہ سے فن سیرت نگاری بھی فن حدیث کی طرح روایت اور درایت کے اصولوں کا پابند ہے یہی وجہ ہے کہ جب فن حدیث اور فن سیرت کی تدوین ہوئی تو روایت اور درایت دونوں جہتوں سے اچھی طرح تحقیق سے کام لیا گیا۔ سیرت نبوی کے واقعات باقاعدہ طور پر عہد نبوت کے تقریباً ایک سو سال بعد قلمبند ہوئے اور اس وقت بھی سیرت نگاروں کا ماخذ کتابوں کے بجائے زبانی روایات تھیں تاہم مسلمانوں نے تحقیقی اعتبار سے فن سیرت کا ایسا معیار قائم کیا جو دنیا میں اپنی مثال آپ ہے زبانی روایات کی چھان بین کیلئے جو اصول قائم کئے گئے ان میں پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریکِ واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریکِ واقعہ تک تمام راویوں کے نام بترتیب بتائے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو

اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے ؟ کیسے تھے ؟ کیا مشاغل تھے ؟ چال چلن کیسی تھی ؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی ؟ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ؟ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بین ؟ عالم تھے یا جاہل ؟

ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل بلکہ ناممکن تھا لیکن ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اس کام میں کھپادیں وہ ایک ایک شہر میں گئے راویوں سے ملے ان کے متعلق ہر قسم کے معلومات بہم پہنچائے جو لوگ ان کے زمانہ میں موجود نہ تھے ان کے دیکھنے والوں سے حالات دریافت کئے۔ ان تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال (Biography) کا وہ عظیم الشان فن تیار ہو گیا جس کی بدولت آج کم از کم ایک لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں اور اگر ڈاکٹر سپر نگر کے حسن ظن کا اعتبار کیا جائے تو یہ تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ سپر نگر ہی تھا جس نے "الاصابہ" کے دیباچہ میں لکھا تھا کہ نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال سا عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے (۲۷)

واقعات کی تحقیق کا دوسرا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے وہ عقلی شہادت کے مطابق بھی ہے یا نہیں ؟ یہ اصول دراصل قرآن سے لیا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو بہت سے اچھے خاصے لوگ شک میں مبتلا ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برائت کی آیات جب نازل فرمائیں تو اس میں یہ بھی فرمایا کہ

لَوْ لا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلتم ما يكون لَنا اَن نتكلّم بهٰذ اسبحانك هٰذا بُهتانٌ عظيمٌ

" سنتے کے ساتھ ہی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ سبحان اللہ یہ تو بہتان عظیم ہے"(۲۸)

یعنی اس طرح اگر کوئی واقعہ بیان کیا جائے جو عقل سلیم اور بیرونی شواہد کے خلاف ہو تو اسے رد کر دینا چاہیئے (۲۹) واقعات کی تحقیق کا یہی اصول درایت کہلاتا ہے اور سیرت نگاروں نے روایت کے ساتھ درایت کے اصول سے بھی خوب کام لیا ہے۔

ایک سیرت نگار کیلئے درایت کے حدود وقیود کے سلسلے میں علامہ شبلی نعمانیؒ نے جو اصول مرتب کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے

(۱) سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں، پھر احادیث صحیحہ میں، پھر عام احادیث

میں کرنی چاہیئے اگر نہ ملے تو روایت سیرت کی طرف توجہ کی جائے (۲) کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اوران کے روایات واسناد کی تنقیح لازم ہے (۳) سیرت کی روایتیں باعتبار پایہ صحت، احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں لہذا بصورت اختلاف، احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائیگی (۴) روایات احادیث میں اختلاف ہونے کی صورت میں ارباب فقہ وہوش کی روایات کو دوسروں پر ترجیح دی جائیگی (۵) سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت ومعلول کی تلاش نہایت ضروری ہے (۶) نوعیت واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہیئے (۷) یہ دیکھنا چاہیئے کہ روایات میں اصل واقعہ کس قدر ہے اور راوی کی ذاتی رائے اور فہم کا کس قدر حصہ شامل ہے (۸) یہ بھی مدنظر رہے کہ اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے ؟ (۹) جو روایت عام وجوہِ عقلی، مشاہدہ عام، اصول مسلمہ اور قرائن حال کے خلاف ہو گی لائق حجت نہ ہو گی (۱۰) اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق وجمع سے اس کی تسلی کرلینی چاہیئے کہ راوی کے ادائے مفہوم میں تو غلطی نہیں ہوئی ہے ؟ (۱۱) روایات آحاد کو موضوع کی اہمیت و قرائن حال کی مطابقت کے لحاظ سے قبول کرنا چاہیئے (۳۰)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اصحاب حدیث نے روایت ودرایت کا جو بلند معیار قائم کررکھا ہے اصحاب سیرت اس درجہ بلند معیار برقرار نہ رکھ سکے کیونکہ بعض اوقات کسی واقعہ کی جزئیات تک رسائی اور معلومات بہم پہنچانے کیلئے محدثین کے قائم کردہ معیار سے نیچے اترنا پڑتا ہے اور اسی لئے اصحاب حدیث کی روایات کا درجہ زیادہ قوی ہے بہ نسبت اصحاب سیرت کے کہ ان کی روایات کا درجہ اس قدر بڑھا ہوا نہیں ہے مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ٹکراؤ کی صورت میں محدثین کی ہی ہر ایک روایت قابل حجت ہو گی اور اہل سیرت کی روایت کو مسترد کیا جائے گا بلکہ بعض اوقات ٹکراؤ کی صورت میں اہل سیرت کی روایت ہی صحیح ہوتی ہے چنانچہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں ام حبیبہؓ کو آپ کے عقد میں دیتا ہوں۔ اصحاب سیرت کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے باتفاق اہل سیرت ام حبیبہؓ کا عقد حبشہ میں ہوا۔ اس وقت ابوسفیان کافر اور دشمن تھا۔ جمہور محدثین تسلیم کرتے ہیں کہ صحیح مسلم کی یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔ اسی طرح بخاری کی روایت ہے کہ افک عائشہؓ کے بعد حضور ﷺ نے مسجد میں فرمایا کہ کون ہے جو ان منافقوں کے مقابلہ

میں مستعد ہو۔ حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میں مستعد ہوں۔ اصحاب سیرت کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے وہ متفق ہیں کہ حضرت سعدؓ کا غزوہ احزاب کے بعد بنی قریظہ کا فیصلہ کر کے انتقال ہوا تھا اور صحیح یہ ہے کہ غزوہ مریسیع جس میں افک کا واقعہ ہوا وہ اس کے بعد ہوا ہے اسلئے حضرت سعدؓ افک کے وقت تھے ہی نہیں۔ اکثر محدثین تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذؓ کا نام اس روایت میں رواۃ کا تسامح ہے (۳۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) عبدالحفیظ بلیاوی : مصباح اللغات، ص ۴۱۰، ۴۱۱/المعجم الاعظم، ج ۳ ص ۱۴۸۷

(۲) لوئس معلوف : المنجد فی اللغۃ، المطبعتہ الکاثولیکیہ، بیروت ۱۹۳۷ء ص ۳۷۸

(۳) الزمخشری، جاراللہ، محمود بن عمر : اساس البلاغۃ، طبع القاہرۃ ۱۳۸۲ھ ص ۲۲۶

(۴) الزبیدی، السید محمد مرتضٰی : تاج العروس، ج ۳ ص ۲۸۷، ۲۸۸

(۵) الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب : القاموس المحیط، دارالمعرفۃ بیروت، ج ۲ ص ۵۴

(۶) ابن منظور، الافریقی : لسان العرب، ج ۴ ص ۳۸۹، ۳۹۰

(۷) الطور : ۱۰

(۸) الروم : ۹

(۹) القصص : ۲۹

(۱۰) طٰہٰ : ۲۱

(۱۱) احمد بن حنبل : المسند، ج اول ص ۱۲۸

(۱۲) محمد علی الفاروقی : کشاف اصطلاحات الفنون، طبع کلکتہ، ص ۶۶۳

(۱۳) محمد طاہر پٹنی : مجمع بحار الانوار، ج ۲ ص ۱۶۵
(۱۴) بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۱ ص ۵۰۶
(۱۵) محمد علی الفاروقی : کشاف اصطلاحات الفنون، ص ۶۶۳
(۱۶) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی : عجالہ نافعہ مع شرح فوائد جامعہ از مولانا عبدالحلیم چشتی ص ۴۸
(۱۷) دانش گاہ پنجاب : اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مقالہ " سیرت " ج ۱۱، ص ۵۰۵
(۱۸) شبلی نعمانی : سیرت النبی، مقدمہ ج ۱ ص ۸ حاشیہ
(۱۹) جوزف ہورووتس : سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین مترجمہ نثار احمد فاروقی ص ۱۱
(۲۰) ڈاکٹر سید عبداللہ : فن سیرت نگاری پر ایک نظر، ماہنامہ فکرونظر اپریل ۱۹۷۶ء، ص ۸۲۶
(۲۱) ایضاً
(۲۲) ابن ہشام : سیرت محمد بن ہشام ج ۱ ص ۱۵۱ تا ۱۵۵
(۲۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی : مختصر سیرۃ الرسول ﷺ ص ۱۲
(۲۴) صفی الرحمٰن، مبارکپوری : الرحیق المختوم ص ۸۰ وبعد
(۲۵) شبلی نعمانی : سیرت النبی ج ۱ ص ۸ مقدمہ، ذیل حاشیہ
(۲۶) حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری : اصح السیر، ج ۱ ص ۸ مقدمہ
(۲۷) شبلی نعمانی : سیرت النبی، ج اول ص ۳۸، ۳۹ مع ذیل حاشیہ
(۲۸) سورہ نور : ۱۶
(۲۹) شبلی نعمانی : سیرت النبی ج ۱ ص ۴۱، ۴۲ مقدمہ بذیل حاشیہ
(۳۰) ایضاً ص ۸۳، ۸۴ / دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۱۴ / ۱ ص ۷۵۱، ۷۶ مقالہ "علم سیرۃ" از ڈاکٹر سید عبداللہ
(۳۱) حکیم ابوالبرکات داناپوری : اصح السیر، ج ۱ ص ۱۱ مقدمہ

دار العلوم کے شب و روز ____________ جناب شفیق الدین فاروقی صاحب

جمعیت علمائے پاکستان کے امیر اور نامور مذہبی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی کی دار العلوم تشریف آوری

۴ مئی کو بعد نماز عصر جمعیت علمائے پاکستان کے امیر اور معروف دینی و سیاسی رہنما مولانا شاہ احمد نورانی دار العلوم حقانیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور آپ سے ملک کی سیاسی صورتحال، حکمرانوں کے مدارس کے بارے میں عزائم اور عالمی امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں آپ نے دار العلوم کے طلبہ سے جامع مسجد میں تفصیلی خطاب فرمایا۔ آپ نے دار العلوم کی اعلیٰ کارکردگی اور دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا، خصوصاً حضرت مولانا عبد الحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی دینی و سیاسی خدمات کو سراہا۔ آپ اس سے قبل بھی دو مرتبہ دار العلوم تشریف لا چکے ہیں۔ آپ نے طلباء سے عربی میں خطاب فرمایا اور علم کی فضیلت کو بیان کیا۔ آپ نے افغانستان کو ایک صحیح مکمل اسلامی مملکت قرار دیا۔ اس موقع پر دار العلوم کے جید اساتذہ بھی موجود تھے مولانا نورانی نے دار العلوم کی جدید تعمیرات اور ترقیات پر مولانا سمیع الحق کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ آپکا دار العلوم پہلی ہی نظر میں ایک یونیورسٹی نظر آتا ہے۔

وفاقی وزیر مذہبی امور جناب ڈاکٹر عبد المالک کانسی کی دار العلوم تشریف آوری : گزشتہ دنوں وفاقی وزیر مذہبی امور جناب ڈاکٹر عبد المالک کانسی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملاقات کے لئے انکی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ سیکرٹری مذہبی امور جناب قدوائی صاحب صوبائی وزیر مذہبی امور مولانا قاری روح اللہ مدنی اور دیگر اعلیٰ حکومتی عہدیدار بھی موجود تھے۔ وفاقی وزیر نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ اور انہیں جنرل پرویز مشرف کا یہ پیغام پہنچایا کہ حکومت کا دینی مدارس کے خلاف کسی قسم کی مزاحمت کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی حکومت ان عظیم المرتبت دینی مدارس کے بارے میں کوئی غلط رائے رکھتی ہے۔ ہم اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس عظیم علمی، دعوتی اور روحانی مرکز میں حاضر ہوئے ہیں کہ یہ صرف غلط فہمی پر مبنی منفی پروپیگنڈا ہے کہ حکومت اسلامی مدارس کا کردار کم کرنے یا اس کا نصاب تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ اس

نشست کے بعد جامع مسجد میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے کھل کر مدارس کے بارے میں علمائے کرام اور دینی جذبے سے سرشار عوام کے خدشات وفاقی وزیر کے سامنے واشگاف انداز میں پیش کئے اور انہیں بتایا کہ اگر آپکی حکومت نے ان مدارس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی تو اس حکومت کا حشر بھی نواز شریف اور بے نظیر حکومتوں سے مختلف نہیں ہوگا۔ آپ نے وفاقی وزیر سے جمعہ کی چھٹی بحال کرنے، پی سی او میں اسلامی دفعات شامل کرنے اور حکومتی اعلیٰ عہدوں پر تعینات قادیانی افسروں کی برطرفی کا مطالبہ کیا کہ جس طرح حکومت نے توہین رسالت کے بارے میں لچک کا مظاہرہ کیا ہے اسی طرح دیگر امور میں بھی وہ دانشمندی اور عقلمندی کا مظاہر کرے۔ وفاقی وزیر نے تمام امور کی حکومت کی جانب سے پرزور وضاحت پیش کی۔ ملاقات میں نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب اور دارالعلوم کے اساتذہ کرام نے شرکت کی۔

<u>حرکت المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمان خلیل کی دارالعلوم تشریف آوری :-</u> گزشتہ دنوں عالمی شہرت یافتہ جہادی تنظیم حرکت المجاہدین کے امیر مولانا فضل الرحمان خلیل صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ آپ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے انکی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور انہیں جہادِ کشمیر اور دیگر جہادی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے ایوان شریعت ہال میں جامعہ کے طلباء سے تفصیلی خطاب فرمایا اور انہیں جہاد کی فضیلت واہمیت کے بارے میں آگاہ کیا۔ آپ نے دارالعلوم حقانیہ کو خراج تحسین پیش کیا کہ اسی دارالعلوم حقانیہ اور اسکے بانی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی دعاؤں سے ہم نے جہاد افغانستان میں روس کو عبرتناک شکست دی اور سب سے پہلے دارالعلوم نے ہماری ہر قسم کی سرپرستی کی۔ یہ ہمارا روحانی مرکز ہے۔ اور اسی مدرسے کے فضلاء نے تحریک طالبان کی صورت میں ایک عظیم اسلامی مملکت کا قیام عملاً کر کے دکھایا ہے۔ بعد میں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے درس حدیث میں مولانا فضل الرحمان خلیل صاحب نے شرکت فرمائی۔ مولانا مدظلہ نے آخر میں معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور کشمیری مجاہدین کے حق میں دعا فرمائی۔

<u>مختلف سفارت کاروں کی دارالعلوم آمد :-</u> اسی طرح گزشتہ دنوں کئی ممالک کے سفارت کار بھی دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے رہے۔ ان میں عالم اسلام کے ایک عظیم مسلم ملک کے سفیر اور

دیگر سفارتی اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔ آپ نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ بعد میں آپ نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھے۔ اس موقع پر نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ 'استاذ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب اور دیگر معزز اساتذہ و مہمان بھی موجود تھے۔ ظہرانے کا انتظام حضرت مولانا صاحب مدظلہ کی رہائش گاہ پر کیا گیا ۔اسی طرح مغربی سفارت کار بھی دارالعلوم تشریف لائے۔ ۹ جون کو ادارۃ الازہر 'مصری سفارت خانے اور افغان قونصلیٹ کراچی کے اہم نمائندے بھی حضرت مولانا مدظلہ سے ملنے دارالعلوم تشریف لائے۔ اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں میں کافی گہری دلچسپی ظاہر کی۔

جیش محمد کے امیر مولانا مسعود اظہر کی دارالعلوم تشریف آوری: گزشتہ دنوں معروف جہادی کمانڈر اور نئی جہادی تنظیم کے امیر مولانا مسعود اظہر اپنے رفقاء سمیت دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ آپ نے مہتمم صاحب کی رہائش گاہ پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے تفصیلی ملاقات کی۔ آپ کے ہمراہ مشہور جہادی کمانڈر محمد غفار بھی تشریف لائے تھے۔ ملاقات میں مولانا مسعود اظہر نے مقبوضہ کشمیر میں جاری جدو جہد اور دیگر اہم مسائل پر مولانا مدظلہ کو آگاہ فرمایا۔ آپ نے دارالعلوم کے ایوان شریعت ہال میں طلباء سے علم کی فضیلت کے موضوع پر تفصیلی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ بھی موجود تھے۔

امریکہ کے معروف ٹی وی چینل سی بی ایس ٹیم کی دارالعلوم آمد:۔ گزشتہ ہفتے 2 جون کو سی بی ایس چینل کے آٹھ رکنی وفد نے دارالعلوم کا معائنہ کیا۔ سی بی ایس چینل امریکہ کا اندرون ملک سب سے بڑا ٹی وی چینل ہے جو امریکہ میں سی این این سے بھی زیادہ مقبول ہے۔ انہوں نے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے دو گھنٹوں سے زائد تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا اور دارالعلوم کے مختلف شعبوں کی ریکارڈنگ کی۔ انٹرویو کو امریکہ کے مشہور و معروف کمپئیر اور صحافی سٹیو کرافٹ (Steve Kroft) نے ریکارڈ کیا سی بی ایس کے آٹھ رکنی وفد میں پروڈیوسر لکوک برن (Lccockburn) اور اسسٹنٹ پروڈیوسر سیان گارلک (Sianne Garlick) اور دیگر اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔ آپ کے ہمراہ دی نیوز اسلام آباد کے نمائندہ انور اقبال صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ مولانا مدظلہ نے امریکہ کی منافقت دوہرے معیار' عالم اسلام کے خلاف سازشوں اور خلیج اور سعودی عرب میں

اسکے تسلط ' تحریک طالبان پر پابندیوں اور عالم اسلام کے عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کے خلاف پروپیگنڈہ اور خصوصاً دینی مدارس کے خلاف جاری مہم پر زبردست تنقید کی اور امریکن عوام کو سی ٹی ایس چینل کے ذریعے یہ واضح پیغام پہنچایا کہ آپ کی حکومت مسلمانوں پر ظلم کررہی ہے اور پوری دنیا میں آپکی حکومت کی وجہ سے مسلمان آپ سے نفرت کا اظہار کررہے ہیں۔ اپنی حکومت کو مسلمانوں کے خلاف بڑھتی ہوئی جارحیت سے روکو۔

ہارڈورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر کی آمد :- ۹ جون کو دارالعلوم حقانیہ میں امریکہ اور مغرب کی معروف تعلیمی درسگاہ ہارڈورڈ یونیورسٹی کی پروفیسر جسیکا سٹرن (Prof. Jessica Eve Stern) تشریف لائیں۔ اور انہوں نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا اور مختلف موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ ہارڈورڈ یونیورسٹی میں آپکا موضوع ٹیررازم ہے۔ آپکے ہمراہ نوائے وقت کے مشہور صحافی مزمل سہروردی بھی موجود تھے۔ آپ حکومت پاکستان کی دعوت پر پاکستان آئی تھیں لیکن آپ از خود دارالعلوم حقانیہ دیکھنے اور مولانا سمیع الحق سے اہم مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کرنے کے لئے تشریف لائیں۔ دارالعلوم کے وزٹ کے بعد آپ انتہائی متاثر ہوئیں۔ مولانا سمیع الحق نے بھی مدارس عربیہ وغیرہ کے اہم مسائل پر حکومت پاکستان کے متضاد بیانات اور پالیسیوں کی قلعی کھول کررکھ دی۔ آپ نے یہ انٹرویو اپنی نئی آنے والی کتاب کے لئے مولانا مدظلہ سے لیا۔ آپ نے مولانا راشد الحق کو ہارڈورڈ یونیورسٹی کا وزٹ کرنے کی دعوت دی اور انہیں اسلام اور مغرب کے مستقبل کے موضوع پر لیکچر دینے کی بھی خصوصی پیشکش کی۔

امریکہ کے معروف ریڈیو چینل وائس آف امریکہ کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد :- ۹ جون کو امریکہ کے مشہور وعالمی ریڈیو چینل وائس آف امریکہ کے نمائندے سکاٹ اینجر (Scott Anger) اپنے ساتھیوں سمیت دارالعلوم تشریف لائے اور انہوں نے مولانا مدظلہ سے تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کیا۔ اس ٹیم نے دوبارہ ۱۱ جون کو بھی دارالعلوم آکر اساتذہ اور طلبا سے انٹرویو ریکارڈ کرائے۔

نیویارک ٹائمز کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد گزشتہ دنوں امریکہ کے مقبول ترین عالمی اخبار نیویارک ٹائمز کے سینئر اور مشہور نمائندے جیفری گولڈبرگ (Jeffrey Goldberg) دارالعلوم حقانیہ دوبارہ تشریف لائے۔ آپ نے ایک ہفتہ مسلسل دارالعلوم کے طلبہ 'اساتذہ اور حضرت

مہتمم صاحب مدظلہ کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ جیفری گولڈ برگ دارالعلوم حقانیہ اور تحریک طالبان پر ۱۱ جون کو نیویارک ٹائمز میں دس صفحات پر مشتمل تفصیلی تعارفی خصوصی فیچر شائع کر رہا ہے۔ آپکے ہمراہ دنیا کے مشہور ترین فوٹوگرافر لارنٹ وان ڈرسٹاکٹ (Laurent Van Der Stockt) بھی ساتھ تھے۔ یہ فوٹوگرافر بوسنیا' کوسووا اور گروزنی کی جنگ میں کئی سال تک وہاں پر رہے ہیں اور گزشتہ دسمبر میں روس کی شدید یلغار میں انہوں نے روس کے تمام دعوؤں کو اپنی تصاویر کے ذریعے غلط ثابت کیا تھا اور روس کے مظالم دنیا کے سامنے پیش کئے تھے۔ آپ مسلمانوں کے لئے بڑے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ مسٹر جیفری یہودی ہیں لیکن اسلام کی حقیقت سمجھنے کے لئے انتہائی مخلص ہیں اور حضرت مولانا مدظلہ کے انٹرویو سے کافی حد تک اسلام کی جانب مائل ہوگئے ہیں۔ مولانا مدظلہ نے انکو انگلش ترجمہ کا قرآن بھی مطالعہ کے لئے دیا۔

<u>جاپانی نیوز ایجنسی کیوڈو کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد</u> گزشتہ دنوں جاپان کی معروف نیوز ایجنسی کیوڈو کے سنیئر رائٹر یسوتاکا تاکیدا (Yasutaka Takeda) اور یوجی سوگایا (Yoji Sugaya) دارالعلوم تشریف لائے۔ اور آپ نے مولانا مدظلہ کا انٹرویو ریکاڈ کیا۔ ان صحافیوں نے چار دن مسلسل دارالعلوم میں رہ کر تفصیلی انٹرویوز ریکارڈ کئے۔

<u>لبنان کے عالم دین کی دارالعلوم آمد</u> :- گزشتہ ماہ دارالعلوم حقانیہ میں بیروت کے نامور عالم دین مسجد قفل کے خطیب الشیخ السمیر القاضی حضرت مہتمم صاحب سے ملنے کیلئے تشریف لائے۔ آپ ان دنوں پاکستان کے معروف مدارس اور علماء و مشائخ سے ملنے کیلئے پاکستان کے دورے پر ہیں۔ آپ نے جامعہ کے مختلف مشائخ اور علماء سے تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ اور خصوصاً یہاں کی سادگی' روحانیت' طلباء کی اساتذہ سے وابستگی اور دارالعلوم کے کتب خانے کی بہت زیادہ تعریف کی۔ آپ نے بیروت سے چھپی ہوئی کئی قدیم اور نادر کتابوں کو کتب خانے میں دیکھ کر فرمایا کہ میں انہیں پہلی دفعہ یہاں دیکھ رہا ہوں۔ اسطرح آپ نے کتب خانے میں موجود مخطوطات کے بڑے ذخیرے میں بھی گہری دلچسپی ظاہر کی۔ آپکی معاونت مولانا ابراہیم فانی' مدیر الحق اور مولانا مفتی مختار اللہ نے کی۔

............()()()()............

مولانا محمد ابراہیم فانی

ذرّہ ذرّہ دو عالم زیرِ بار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خاکِ یثرب اللہ اللہ جلوہ زارِ مصطفیٰ
مرحبا صد رشکِ جنت یہ دیارِ مصطفیٰ

ان کے فیضان کرم کی انتہاء کوئی نہیں
حوض کوثر ایک ادنیٰ جوئبارِ مصطفیٰ

خارِ طیبہ پر فدا ہیں جنۃ الماویٰ کے پھول
گل فشاں کون و مکاں پر ہے بہارِ مصطفیٰ

باعث تخلیق امکاں روحِ جسمِ کائنات
ذرہ ذرہ دو عالم زیرِ بارِ مصطفیٰ

آپ ہی کے نام سے یوں حرف کو عظمت ملی
لفظ کی حرمت بہ نعتِ زرنگارِ مصطفیٰ

رشکِ شاہی ہے مرا رتبہ یہی فانیؔ کہ میں
خاکِ پائے خادمانِ چاریارِ مصطفیٰ

بحث و نظر

شیخ الحدیث مولانا لطافت الرحمٰن (کراچی)

اسلامی مدارس اور انکے قدیم نصاب تعلیم کی اہمیت

میں عزیز مجلّہ ماہنامہ "الحق" میں شائع ہونے کیلئے حافظ شیرازی کے کہنے کے مطابق

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ۔۔۔ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

ایک درد، قلمبند کرتا ہوں جبکہ یہ درد مدارس اسلامیہ کے فضلاء یا فرغاء کی اکثریت سے متعلق ہے جس کو میں بالاختصار بیان کرنے والا ہوں۔ مگر اس سے پہلے ایک طویل تمہید پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پورے ملک میں بالعموم اور کراچی میں خاص طور سے علوم وفنون کے درس و تدریس کیلئے مدارس قائم ہیں جن کے ذریعہ مملکت پاکستان میں بقاء اسلام کا عمل ممکن ہو گیا ہے ورنہ ملکی حکام کی اکثریت تو اس قوم کو کافر دیکھنا چاہتی ہے اور یہ خاک پاک دیوبند کی کرامت و عظمت ہے کہ علماء کاملین میں سے ابتداء میں مفتی محمد حسن صاحبؒ نے لاہور میں جامعہ اشرفیہ قائم کیا۔

مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اکوڑہ خٹک میں دارالعلوم حقانیہ بنایا۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے دارالعلوم کراچی اور مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ نے کراچی ہی میں جامعۃ دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن قائم کیے اور اس کے بعد تو پاکستان میں یہ سلسلہ اس طرح چلا کہ اب بے شمار اسلامی مدارس میں یہ قومی، ملی، دینی فریضہ انجام دیا جا رہا ہے۔ پرانے وقت میں حافظ نذیر احمد صاحب نے کچھ مدارس کو قلمبند کیا تھا لیکن اب تو مدارس کا شمار اضعافاً مضاعفۃً سے بھی متجاوز ہے۔ گویا مدینہ طیبہ کے صفہ سے لیکر مصر کے "ازھر" اور دیوبند کے دارالعلوم تک یہ سلسلہ قائم ودائم ہے۔

ع ثبت است بر جریدہ عالم دوام

پھر مذہب اسلام، تاریخ اسلام اور مسلمان حکام کی طرف سے بھی ہر دور میں اسلامی درس گاہوں کا نظام جاری ہے جن میں سے بعض کے بانی یا سرپرست مسلم شاہان وسلاطین بھی رہے ہیں بہر حال مدارس و معاہد کا اسلامی ممالک واوطان اور مدن وبلدان میں ہونا تاریخ اسلام کا ایک زرین باب ہے۔ میں اس سلسلہ میں لمبی چوڑی باتیں قلمبند کرنا نہیں چاہتا۔ الا یہ کہ سلطان محمد تغلق کے دور میں صرف دہلی شہر میں ایک

ہزار مدرسے قائم تھے۔اور دہلی کے ان قدیم مدارس میں شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کی طرف منسوب مدرسہ رحیمیہ تو میری ان گنہگار آنکھوں نے بھی دیکھا ہے۔ایک افغانی عالم قطبی پڑھا رہے تھے۔دیوبند سے چھٹیوں کے دوران ہم چند طالب علم ان کا درس سنتے رہے اور اس کے بعد دیر تک ان علمی درس گاہوں کا باہمی ذکر ہوتا رہا جن کے بارے میں مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ

"تلک اثارناتدل علینا فانظر وابعدنا الی الآثار

غرض یہ کہ اسلامی ملکوں میں اسلامی مدارس کا ہونا ایک قومی ملی اور مملکتی ضرورت ہے جس پر مسلمان امت کے خواص و عوام رعایا وحکام سب عمل پیرا رہے ہیں رہی حکومت خداداد پاکستان تو وہ بھی اس تاریخی اور دینی فریضہ سے محروم تو نہیں ہے مگر افسوس صد افسوس کہ بعض وقتی اور ہنا سپتی قسم کے وزراء اعظم 'پاکستان میں دین ومذہب کے ان شعائر کو گوارا نہیں کرتے اور ان کی جگہ لارڈ میکالے کے رائج کردہ طرز تعلیم کو جاری رکھنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے ملکی خزانے کو بے تحاشا خرچ کرتے چلے آئے ہیں اور اس طرح اگرچہ انگریز قوم پاک وہند کی حکمرانی چھوڑ کر چلی گئی ہے لیکن درحقیقت پاکستان میں ان کی تعلیم ' تمدن 'ثقافت وصحافت وغیرہ تمام جاری وساری ہیں۔ ۔

اگرچہ میکدہ سے اٹھ کے چل دیا ساقی　　وہ مے وہ خُم وہ صراحی وہ جام باقی ہیں

دراصل حکومت پاکستان اگرچہ اسلام کے نام پر بنی تھی۔مگر اس میں اسلام نام کی کوئی بات اگر ہے بھی تو برائے نام۔دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے سالانہ جلسہ میں کسی شخص نے حافظ محمد ادریس طوروئیؒ سے سوال کیا کہ حافظ صاحب! وہ جو مشہور ہے کہ پاکستان میں اسلامی قانون نافذ ہوگا وہ کب ہوگا تو حافظ صاحب نے کچھ دیر کے بعد جواب دیا کہ ہاں وہ اسلامی قانون آئندہ پانچ ہزار سالوں میں تو ممکن نہیں اور اس کے بعد پتہ نہیں۔بہرکیف پاکستان میں علی رغم انوف بعض الوزاء والرزلاء 'اسلامی مدارس کا عظیم الشان جال درس و تدریس میں مشغول ہے اور خاص کر کراچی والوں پر خداوند پاک کا احسان عظیم ہے ۔جس میں ان گنت علمی مدارس کار فرما ہیں جہاں علوم اسلامیہ کی بھرپور اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ پاک کا اس سلسلہ میں احسان در احسان یہ بھی ہے کہ ان مدارس کی عظیم اکثریت علماء حق یعنی دیوبندی مسلک والوں کی ہے جبکہ رضاخانی امت والے صاحبان کے مدارس اول تو نہ ہونے کے برابر ہیں پھر بھی جو کچھ ہیں وہاں علم نام کی تو کوئی چیز نہیں ہوتی ہے بلکہ میلاد شریف کے دورے ہوتے ہیں۔انگلیاں چومی جاتی ہیں۔میلاد شریف کا پورا مجمع حضور اکرم ﷺ کی مصنوعی اور جعلی آمد پر تعظیم وتکریم کیلئے کھڑے ہو کر

خدا کے بلند تر اور بندوں کے عظیم رہبر بندہ خدا کو خدا کا درجہ دیکر ان کو حاضر ناظر مانتے ہیں۔ جو شرک وحماقت کی انتہاء ہے معاذاللہ ثم معاذاللہ۔

حضرت افغانیؒ کو ایک پٹھان ڈرائیور نے سنایا کہ میں صاحبزادہ فیض الحسن کا ڈرائیور تھا۔ راولپنڈی کے اطراف میں ایک دن ایک جگہ "صاحب" نے فرمایا رک جاؤ! میں نے گاڑی روک دی۔ صاحبزادہ صاحب گاڑی سے اترے اور سڑک کے کنارے مراقبہ ہو کر بیٹھ گئے کافی دیر کے بعد گاڑی میں آئے تو میں نے پوچھا کہ کیسے اترے اور آئے؟ تو فرمایا کہ حضور علیہ السلام مجھ سے ملنے تشریف لائے تھے سڑک کے کنارے میرے انتظار میں کھڑے تھے۔ میں ان کی ملاقات کیلئے اتر کر مراقبہ میں بیٹھ کر سلام کر کے آیا ہوں۔ ڈرائیور کا کہنا ہے کہ میں نے موٹر کار کی چابیاں سرکار کو دیں اور خود گاڑی سے اتر کر سوچتا رہا کہ دین اور علم کے لبادہ میں شرک وکفر کا یہ عمل قابل نفرت ہے ان کے ہاتھ کی تنخواہ لینا شرک وبدعات مین تعاون وشرکت ہے۔ لعنت ہو ایسی ملازمت پر۔ نیز اس سلسلہ میں خدا کا کرم درکرم یہ بھی ہے کہ طالبان حکومت کا سلسلہ خلیفہ وقت ملا محمد عمر مجاہد سے لیکر جنود وعساکر تک تمام دیوبندی مسلک سے وابستہ اور توحید وسنت کے دلدادہ ہیں۔ پاکستان کے وہ جید علماء حق جو ان کی سرپرستی فرماتے ہیں ان میں مفتی رشید احمد صاحب، مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا شیر علی شاہ صاحب، مولانا فضل الرحمٰن صاحب، مفتی نظام الدین صاحب اور مولانا عبدالغنی صاحب وغیرہ سرفہرست ہیں۔

اب مدارس اور طلباء کے بارے میں میں اپنا جو تاثر پیش کرنے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ ان فضلاء کا کثیر حصہ صحیح معنوں میں حامل علم نہیں ہوتا۔ اور طالب علمی کے دوران ہی علم صرف کے طالب علم کو صرف نہیں آتا۔ علم نحو کے طالب علم "بہ داء" کی ترکیب تو کیا منع صرف عدل کو عذل (بالذال) بولتے ہیں۔ علم ادب، بلاغت، منطق وغیرہ کو تو چھوڑو بلکہ بعض اللہ کے بندے آٹھ درجے پڑھ کر علم کے ابجد سے بھی ناواقف ہوتے ہیں۔ اور پھر صرف طلب ہی نہیں بلکہ مجھ جیسے کم علم اساتذہ بھی ہدایۃ النحو نہیں پڑھا سکتے اور قرآن کے لفظ یزید کو ذال کے ساتھ پڑھتے ہیں اور لکھتے ہیں خطبہ ثانیہ میں نفعنا کو سکون عین کیساتھ اور جعلنا کو سکون لام سے 'فواحسر تاوواویلاہ علی ما فرطنا فی جنب العلم ودعواہ۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک علمی اور درسی المیہ ہے جسکی بابت مجھ جیسے درد دل رکھنے والے بے شمار علماء فکرمند ہیں اور جس کیلئے میں مدارس کے ارباب حل وعقد اور نصاب درس کو مرتب کرنے والوں کے سامنے درخواست گذار ہوں کہ وہ مدارس میں علم حاصل کرنے والے طلبہ کی اس کمزوری بلکہ تباہی کی تلافی کریں کیونکہ درس

وتدریس اور علم و تعلم کے اس بوگس سلسلہ سے تو علم کا حلیہ بگڑ گیا ہے اور پتہ نہیں تا بجے؟ میں نے ایک بار نصاب درس کے بارے میں کچھ مشورہ دیا تھا اور امتحانی پرچہ کی عربی عبارت پر گرفت کی تھی، مگر وہ میرے لیے وبال جان بن گیا۔ اور بلند وبالا بزرگوں نے یہاں تک اتہام والزام لگایا کہ لطافت الرحمٰن تو جماعت اسلامی کا آدمی ہے۔ اس کا مشورہ قبول نہیں کیا جاسکتا۔ حالانکہ میرا جماعت اسلامی کے ساتھ وابستہ ہونا تو ایک نغمہ فی الطنبور ہے۔ جس کو بوقت ضرورت مجھ پر بطور لعن طعن تھوپا جاتا ہے، جبکہ میں صرف دیوبندی اور حسین احمدی ہوں لست الا۔ اور یہ جو لوگ علماء میں میرا نام لیتے ہیں یا مجھے بھی فخر ہے کہ میں علم سے وابستہ ہوں تو اس کی صحیح تشریح تو قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے اپنے مہتمم دارالعلوم دیوبند ہونے پر اسداللہ خان غالب کا یہ شعر پڑھ کر کی تھی کہ ؂

بنے ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

طلبہ مدارس کی علمی کمزوری کے بارے میں اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے کہ مدارس میں جو نصاب زیر درس ہے اس کو وقت اور حالات کے مطابق اس قدر مختصر اور بوگس بنایا گیا ہے جس سے پڑھنے والے میں مطلوبہ قابلیت کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی اور پھر نصاب درس ہی پر اکتفاء کر کے فاضل و قانع ہو جانا بھی ایک عظیم سفسطہ ہے جس کے بارے میں حفیظ جالندھری مرحومؒ نے خوب کہا ہے کہ ؂

نصابی درس ہی سے شہسواری آنہیں سکتی اصول آئیں تو آئیں استواری آنہیں سکتی

ہاں حفیظؒ نے یہ بھی خوب کہا ہے: کورس تو کورس ہی سکھاتا ہے آدمی، آدمی بناتا ہے

نصاب تعلیم کے بارے میں مولانا سمیع الحق صاحب نے "الحق" کے پرانے رسالوں میں ایک سوالنامہ شائع کیا تھا جس کے جواب میں میں اپنا ایک نوٹ نقل کروں گا جو قابل غور و توجہ ہے وہ یہ کہ درس نظامی کا مجوزہ قدیم خاکہ جو تمام علوم و فنون کی بنیادی وسطانی اور فوقانی کتابوں سے تیار کیا گیا ہے اور بعد میں درجہ تخصص بھی ملادیا گیا ہے (جو دارالعلوم دیوبند میں بھی ہم نے حضرت مدنیؒ سے ابن کثیر اور حضرت افغانی رحمہ اللہ سے تفسیر بیضاوی کامل، شرح اشارات امام رازیؒ کی صورت میں پڑھا۔ بہر حال اس کے بغیر عالم کامل بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے کہ شیخ الحدیث مغفور و مرحوم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے اکوڑہ خٹک میں درس جاری کیا جبکہ میں اپنے گاؤں رونیال سوات میں ایک طویل و عریض درس چلا رہا تھا اور پشاور، مردان سے طلبہ کا ورود تو ہوتا اس دور میں طلبہ بتاتے رہے کہ اب مولانا عبدالحق صاحبؒ دیوبند نہیں گئے اور اکوڑہ خٹک میں درس قائم کیا ہے۔ مختصر المعانی اور سلم خوب پڑھاتے ہیں۔

گویا کہ یہی کتابیں تھی جنکی شمولیت سے درس نظامی کا نصاب معیاری اور افید النفع تھا اور جب اس میں حذف وترمیم اور حک وفک ہونے لگا ہے تو بس وہی بات ہے کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

وہ متذکرہ نوٹ بلفظہ یہ ہے۔ اور اگر ان (مدارس) ورسگاہوں کی روایات اور بنیادی مزاج کے تقاضوں میں علماء ومدرسین، مصنفین ومبلغین، مقربین، متقین وصالحین پیدا کرنے ہیں تو پھر نظام تعلیم کیلئے وہی درس نظامی صرف مناسب ہی نہیں بلکہ لازم اور ضروری ہے۔ دراصل درس نظامی کا مجوزہ قدیمی خاکہ ہی تمام علوم وفنون کی ان بنیادی کتابوں سے تیار کیا گیا ہے جس کے بغیر عالم کامل بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میرے اس جمود وقدامت پسندی کی تائید وتقویت دارالعلوم دیوبند کے اس نصاب تعلیم سے بھی ہوتی ہے (جو میرے سن فراغت ۱۳۵۷ھ جو خوبصورت بخاری کی طباعت کا سن طباعت بھی ہے) میں ۸۳ عدد کتابوں پر مشتمل تھا اور روزانہ ان کتابوں میں درس ہوتا تھا۔ ان میں شفاء، شرح اشارات، تحریر اقلیدس، خلاصۃ الحساب، سبعہ شداد، بست باب، شرح چغمینی، شمس بازغہ، عروض المفتاح، رسم المفتی، میر قطبی، رشیدیہ وغیرہ ہر طرح کی چھوٹی موٹی کتابیں داخل تھیں۔ جن کے نام ہمارے فارغین حضرات کے سننے میں بھی شاید نہ آئے ہوں جبکہ اس وقت پاکستان کے بالائی مدارس میں روزمرہ پڑھائی جانے والی کتابوں کا شمار شاید تیس تک بمشکل ہو۔ ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

(بحوالہ "الحق" شمارہ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ)

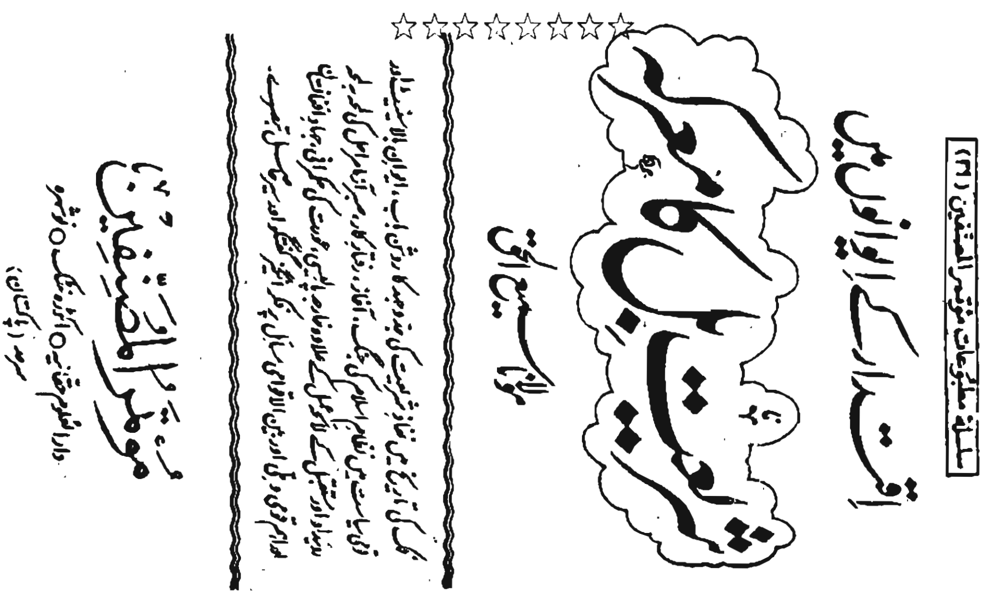

۵۳۶

افکار و تاثرات ــــــــــــــــــ قارئین بنام مدیر

محترمی جناب مولانا راشد الحق سمیع حقانی مدیر الحق

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ مخدومی حضرت مولانا علی میاں علیہ الرحمہ کی نجی مجالس میں جن پاکستانی مجلات کا ذکر خیر ہوتا رہتا تھا ان میں ایک ماہنامہ الحق بھی ہے۔ اسکا نتیجہ ہے کہ سب سے پہلے پاکستان سے خصوصی نمبر مفکر اسلام پر الحق ہی کا نکلا اور حضرت مولاناؒ سے فکری ہم آہنگی مزاج کی یکسانیت ندوۃ العلماء سے فکری وذہنی قرب اور دیگر متعدد وجوہات کی بناء پر یہ اسکا حق بھی تھا۔ الحمد للہ مضامین بھی بڑے معتدل اور معیاری ہوتے ہیں اور یہاں ملک میں اسکے متعلق اچھی رائے ہے۔ کراچی سے مولانا فضل ربی صاحب ندوی مالک مجلس نشریات اسلام ناظم آباد نے بتایا تھا کہ چند ماہ قبل راقم الحروف کی کتاب سیرت ٹیپو سلطان شہید پر جو کراچی سے بھی چھپی ہے الحق میں ایک ہمت افزاء تعارفی مضمون چھپا تھا لیکن میں دیکھ نہ سکا اگر ممکن ہو تو اس کی ایک نقل ضرور ارسال فرمائیں۔ مفکر اسلامؒ سے آپ کے خصوصی تعلق کے پیش نظر اپنا ایک تازہ مضمون ارسال خدمت ہے امید ہے کہ آپ کو ضرور پسند آئیگا اگر طویل ہو تو قسط وار سہی۔ امید ہے کہ آپ اسکو قریبی شمارہ میں شامل اشاعت فرما کر ممنون فرمائینگے۔ مزید کیا عرض کروں خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

دعاگو

(مولانا) محمد الیاس محی الدین الندوی جامعہ اسلامیہ بھٹکل' انڈیا

....

خدمت گرامی جناب مدیر الحق صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' فروری کے اواخر میں بھی بندہ نے ایک تفصیلی عریضہ آنجناب کو روانہ کیا تھا پتہ نہیں ملا یا نہیں۔ آنجناب کے جواب کا اب تک منتظر ہوں۔

حضرت مولانا علی میاںؒ کے وصال کے بعد پورے ہندوستان میں ایک مہیب خلا ہو گیا ہے ایسا لگتا ہے کہ وہ سانچہ ہی ٹوٹ گیا جس میں ایسی شخصیتیں ڈھلتی تھیں حضرت مولاناؒ کے وصال

کے بعد سارا عالم اسلام آپ کی عظمت کے آگے سرنگوں ہو گیا یہاں عربی روزناموں الحیاۃ اور مشرق اوسط نے حضرت مولاناؒ کے متعلق اس قدر لکھا کہ شاید ہی پہلے کسی نے لکھا ہو۔

۲۶ مارچ ۲۰۰۰ء اسلامک کلچرل سینٹر میں حضرت مولانا پر ایک سیمنار ہوا۔ عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں مقالات اور تقاریر ہوئیں۔ مسئول حضرت مولانا عتیق الرحمان سنبھلی بندہ کا مقالہ اس تقریب کا حاصل سمجھا گیا اتفاق سے حضرت مولاناؒ کی زندگی کے اہم گوشے اچھے انداز میں آگئے ہیں یہ مقالہ "الحق" کے لئے حاضر خدمت ہے امید ہے پسند آئے گا آپ کے گرامی نامہ میں جن موضوعات پر لکھنے کا فرمایا گیا تھا جلد ہی اسکی تعمیل کی کوشش کروں گا۔

ہم لوگ حضرت مولاناؒ پر جولائی میں بڑے پیمانے پر ایک سیمنار کر رہے ہیں اس میں لکھنؤ سے مولانا سلمان الحسینی، ڈربن سے ڈاکٹر سلمان ندوی، بھارت گجرات سے مفتی احمد خانپوری، کراچی سے مولانا تقی عثمانی صاحب، قطر سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور سعودیہ سے شیخ عبداللہ عمر لطیف وغیرہ وغیرہ شرکت کر رہے ہیں ان شاء اللہ۔ جی چاہتا کہ اسی حوالے سے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب اور آنجناب کی بھی تشریف آوری ہو جائے تو ہمیں خوشی ہو گی۔ ارادہ ہو تو باقاعدہ دعوت نامہ بھی ارسال کر دیا جائے۔ پچھلے عریضہ کے بعد یہ عریضہ اسی امید پر سپرد قلم کر رہا ہوں کہ خدا کرے اس بار آپ کی طرف سے خاموشی نہ ہو۔ حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون و استدعا۔

محتاج دعا

(مولانا) محمد عیسیٰ منصوری غفرلہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۰

سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک فورم، لندن

(موجودہ دور اور اجتہاد)

محترمی جناب مدیر الحق صاحب۔

سلام مسنون! الحق کی جلد نمبر ۳۵ کا شمارہ نمبر ۷ مل گیا۔ نقش آغاز میں فرزند اقبال کی آمد کا خیر مقدم اور انکے ارشادات پر آپ کے تحفظات نہ صرف بجا بلکہ قابل تحسین ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں واقعی طور پر فارسی میں مولانا رومیؒ کے بعد علامہ اقبالؒ ہی سے زیادہ متاثر رہا ہوں اسی

حوالے سے ڈاکٹر جاوید اقبال کو بھی محترم سمجھتا ہوں اگرچہ پاکستانی اخبارات ورسائل میں بسااوقات جاوید صاحب کے بیانات اور آرٹیکلز سے شاکی رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب چونکہ انگریزی اداروں کے تربیت یافتہ ہیں اور آزادی اور آزادروی ان اداروں کی پہچان ہے۔ دارالعلوم حقانیہ اور طالبان کے متعلق آپ کے خیالات سے معلوم ہوا کہ ع ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اگر ڈاکٹر صاحب سے باقاعدہ دینی حلقوں کا ارتباط قائم رہا تو دین کے حوالے سے کافی کام ہو سکتا ہے۔ مجھے ڈاکٹر صاحب کی فکرِ اجتہاد سے اصولی طور پر اختلاف نہیں۔ اس لئے کہ فطرت ارتقائی عمل ہے اور اسلام دین فطرت ہے اور یہ منطقی بات ہے کہ اسلام فطری دین ہونے کے واسطے سارے ارتقائی مسائل کا حل پیش کرتا رہے گا۔ تب ہی تو قرآن کریم بار بار افلا تعقلون کی ترغیب دے رہا ہے اور عقل علم کے تین اساسی ذرائع سے دوسرا ذریعہ ہے پھر ہمارے قوانین شرعی یا فقہی احکام اصولی طور پر دو قسم کے ہیں۔ ایک کو ہم شریعت کا نام دیتے ہیں۔ یعنی وہ مسائل (issues) جو منصوصی طور پر قرآن وحدیث میں مذکور ہیں وہ تو ناقابل تبدیل ہیں۔ اور جوں کے توں رکھے جائیں گے جبکہ دوسری قسم کو ہم فقہی مسائل کہتے ہیں۔ جو قیاس واجتہاد پر مبنی ہیں۔ اسلاف نے اجتہاد کا دروازہ بند ہونے کا کہہ دیا تھا۔ جب بنو امیہ اور بنو عباس کے بعض حکمران بے علم قسم کے لوگوں سے اپنے من پسند اجتہادات وفتاویٰ صادر کرنے کا کہتے رہے اور پھر حق کہنے پر بہت سے مجتہدین کو یا تو جیل میں ڈال دیا گیا تھا یا پھر کہیں وہ دور جا کر ایک جانب ہو چکے تھے اور انہوں نے اجتہاداتِ صحابہ وتابعین کو مدون کیا۔ کہ یہ پنڈورہ بکس نہ کھلے۔ ان میں اساسی بات تو یہ ہے کہ جب تک حالات وہ ہوں جو متعلقہ امام کے وقت تھے تو مسئلہ جوں کا توں رکھا جائے اگر حالات میں تبدیلی آچکی ہو تو اجتہادی مسئلہ میں ویسے بھی ائمہ کے اقوال مختلف ہوتے ہیں۔ بلکہ ایک امام اور اسکے شاگردوں کا اختلاف بسااوقات متعلقہ امام ہی کا قول جدید وقدیم یا ایک سے زیادہ اقوال ملتے ہیں اس میں فیصلہ تو یہی ہے کہ پہلے تو متعلقہ امام کے کسی دوسرے قول کو تلاش کیا جائے یا پھر اس کے کسی شاگرد ضروری نہیں کہ صاحبین ہوں بلکہ امام زفر ہو یا حسن بن زیادہ ہو یا نوح ابن ابی مریم وغیرہ ہوں۔ انکے قول کو پرکھا جائے یا پھر ائمہ اربعہ میں سے کسی کے قول کو ڈھونڈا جائے ورنہ اس دور کے کسی بھی قابل ذکر امام مثلاً سفیان ثوری، ابن عیینہ وکیع ابن الجراح لیث بن

سعد ابن ابی لیلیٰ وغیر ھم کا قول اگر کسی مستند ماخذ سے ملے تو حالات وواقعات کے تناظر میں اس پر فتویٰ دیا جائے کہ یہ تعصب سے دور ہے اور کسی مذہب میں تصلّب کے خلاف بھی نہیں۔ اور اگر یہ سب کچھ نہیں تو پھر اپنے امام ہی کے وضع کردہ قواعد فقہیہ یا پھر اصول فقہ کی روشنی میں اجتہادی صفات رکھنے والا عالم اجتہاد کرے یا انکی ایک اجتہادی کونسل استنباط مسائل کرائے۔ مجتہد کی صفات واضح ہیں۔ قواعد فقہ معلوم اور اصول فقہ مرتب ہیں، لیکن ہر کہ ومہ کو حق اجتہاد دینا یا شریعت کے کسی مصرح مسئلہ میں اجتہاد کی بات کرنا یا پھر اجماع امت سے ایک مسئلہ ثابت شدہ ہو یا پھر مطلقِ اجتہاد کی بات' میں یقین سے کہتا ہوں کہ علامہ اقبالؒ کی گود میں تربیت پانے والا بچہ (ڈاکٹر جاوید اقبال) قطعاً ایسی بات نہیں کر سکتا کہ علامہؒ خود فرماتے ہیں۔

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی　　رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار　　انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

والسلام

(مولانا) قاضی فضل اللہ حقانی

Islamic Centre Northidge USA

گزارش خدمت یہ ہے کہ ماہ اپریل کا ماہنامہ ''الحق'' موصول ہو کر باعث سرور ہوا۔ آپ نے اپنے مضمون کے ذریعے پوپ جان پال اور عیسائیت پر جو توپ چلائی ہے اس پر میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو مبارکباد اور آفریں پیش کرتا ہوں　ع　گر قبول افتد زہے عزو شرف

آپ کی تاریخ دانی و خوش بیانی اور جوش ایمانی سے لبریز مقالہ آب ذر سے لکھنے کے قابل ہے۔ میں ایک دیہاتی انسان ہوں میرے پاس داد و تحسین کے الفاظ نہیں جو صفحہ قرطاس پر لاسکوں صرف مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے اشعار پر اکتفا کرتا ہوں ؎

پرواہ نہیں جو ساری خدائی ہو مخالف　　کافی ہے مجھے یہ کہ خدا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے　　یہ شخص کل عالم سے خفا میرے لئے ہے

اور اس گئے گزرے زمانہ میں بھی جوہر مرحوم کی یاد زندہ رکھنے والے موجود ہیں۔

جفا کے تیغ سے گردن وفا شعاروں کی کٹی ہے بر سر میدان مگر جھکی تو نہیں
ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں

فقط والسلام

(حضرت مولانا) فضل غنی فاضل دار العلوم دیوبند' میاں خان مردان

....

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ ماہنامہ الحق نے جو خصوصی اشاعت حضرت مولانا ندویؒ کی وفات کی مناسبت سے شائع کیا ہے وہ جامعیت کے لحاظ سے بر صغیر کے تمام رسائل سے آگے ہے۔ بلکہ آنے والا مورخ جب حضرتؒ کی سوانح لکھے گا تو یہ اسکی مجبوری ہوگی کہ الحق کے اس خصوصی نمبر کو متن بنائے گا۔ حضرت علی میاںؒ کی جامعیت کیا ہے؟ اور وہ اس مقام پر کیسے پہنچے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب کے لئے امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کا قلم چاہیے اور تقریر کے لئے شہبازِ خطابت حضرت بخاریؒ کی زبان ہونی چاہیے' لیکن خود حضرت ہی مرحوم کے بیانات و تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ میرا سارا کچھ شیخ الاسلام مجاہد اعظم حضرت مدنی مرحوم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ "کاروان زندگی" میں خود حضرت شیخ الاسلامؒ کے مکتوبات موجود ہیں۔ حضرت مولانا لاہوریؒ حضرت رائے پوریؒ رئیس التبلیغ مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی دعاؤں' خود آپکی انتھک محنت اور اکابرین کی توجہات کی وجہ سے حضرت ندوی صاحبؒ کی علمی عظمت کو عروج ملا ہے۔ عظمت والوں کی نظر میں وہ ایسے بنے کہ اس وقت روئے زمین پر شاید ہی کوئی ان کے شایان شان کچھ لکھ سکے۔ بس یہی کہا جا سکتا ہے۔

ع بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

راشد صاحب آپ نے اداریہ میں جو کچھ لکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک الہامی تحریر ہے۔ پانچ دفعہ الحق کا اداریہ پڑھا انتہائی جامعیت کے لحاظ سے لکھا گیا ہے۔ اور اسمیں بھی حضرت مرحوم کی معنوی شرکت شامل ہے۔ ان کا وہ جملہ مدتوں یاد رہے گا جو انہوں نے فرمایا تھا کہ "اکوڑہ خٹک کا نام ہی میرے لئے بہت بڑی کشش رکھتا ہے"

حضرت سید احمد شہیدؒ کی وجہ سے وہ تمام چیزوں سے محبت کرتے تھے۔ جن کی نسبت

حضرت سید صاحب کی طرف ہو۔ قافلہ محدثین کے سرخیل و جرنیل حضرت الشیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید سید المحدثین مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت ندوی صاحب کی جو محبت تھی وہ کسی دوسرے موقع پر لکھوں گا۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب کا یہ فرمانا کہ "ہمارے حضرت مدنیؒ مولانا علی میاںؒ سے بہت محبت رکھتے تھے۔" پورے پاکستان کی جانب سے ماہنامہ الحق نے جس طریقہ سے حضرت علی میاںؒ کو الوداع کہا ہے اس "تاریخ ساز" الوداع پر پوری علمی برادری کو الحق کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اگر حضرت مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ زندہ ہوتے تو وہ ضرور آپکو داد تحسین دیتے۔ بر صغیر کے ادیبوں میں مولانا دریاآبادیؒ کا تبصرہ ہمیشہ منفرد ہوتا تھا۔

فقط والسلام

(مولانا) قاری محمد عبداللہ مدیر، امام الہند لائبریری'

ومدرس المرکز الاسلامی بنوں

محترم راشد الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الحق

امید ہے آپ خیریت سے ہونگے۔ میں ایڈن برگ میں تھیولوجیکل کا سٹوڈنٹ تھا۔ آپ سے میری ملاقات فروری کے مہینے میں جرما ہوٹل جزیرہ مالٹا میں ہوئی تھی۔ میں آپکی ویب سائیڈ میں انتہائی گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور مجھے شدت سے اسے دیکھنے کا انتظار ہے۔ راشد صاحب آپ مجھے اپنا' E-mail کا ایڈریس بھی ضرور بھیجیں۔ آپ اگر چاہیں تو میں آپکے لئے اسلام' عیسائیت اور یہودیت پر مضمون لکھ کر آپ کے میگزین کے لئے بھیج سکتا ہوں اگر آپ کے پاس ٹائم ہو تو مجھے آگاہ کریں کہ اسلام حضرت عیسیٰ اور عیسائیت کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ میں اسلام کی تعلیمات سمجھنا چاہتا ہوں۔ نیز آپ یہ بھی مجھے بتائیں کہ عالم اسلام نے چاڈ کی اسلامی کانفرنس میں مستقبل کے لئے کیا طے کیا ہے؟ اپنے والد صاحب کو خصوصی سلام کہیں۔

آپکا مخلص

مارک گل مور (Mark Gilmour)

اسکاٹ لینڈ' یو۔ کے

۵/۲/م

تبصرہ کتب

مولانا ابراہیم فانی

بشریت رسولؐ۔ مولانا سید لعل شاہ بخاری

ضخامت : ۲۹۴ صفحات ناشر: بخاری اکیڈیمی شیخ القرآن کالونی، فیصل آباد

زیر تبصرہ کتاب جیسا کہ نام اور موضوع سے ظاہر ہے حضور اقدس ﷺ کی بشریت کے متعلق ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ افضل ترین کائنات اور بعد از خدا بزرگ ہونے کے باوجود آپؐ حقیقۃً بشر تھے اور تمام کمالات بشریہ اور لوازمات بشریہ سے متصف اہل بدعہ اور بعض کج فہم لوگوں نے حقیقت محمدیہ ﷺ میں غلو سے کام لے کر بزعم خود آپ کو نور ثابت کر کے گویا آپ کا مقام و مرتبہ بلند ترین باور کرانا چاہا۔ حالانکہ جس مقام تک پہنچنے میں نوری مخلوق کے پر جلتے ہیں۔ اس مقام سے کہیں آگے لامکاں جو کہ حدود و ثغور اور قیود و احاطہ سے آزاد و مبرا ہے تک آپ پہنچ گئے۔ بدقسمتی سے نور و بشر کا یہ مسئلہ جو کہ بالکل بدیہی ہے مسلمانوں میں تفرقہ کے واسطے باعث نزاع و جدال بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے اسی مسئلہ پر آج تک سینکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جسے مولانا لعل شاہ صاحب بخاری نے انتہائی عرق ریزی سے مرتب کیا ہے اور گویا متعلقہ مسئلہ پر دلائل نقلیہ و براہین عقلیہ کا ایک مرقع و مرصع تیار کیا ہے۔ اور مخالفین کے دلائل کا بھرپور علمی انداز میں رد بھی کیا ہے جس سے نور و بشر کا مسئلہ مکمل طور پر منقح اور اس کے ساتھ واضح ہو گیا ہے۔ متعلقہ موضوع کے علاوہ بعض دیگر نفیس مباحث بھی متذکرہ کتاب میں شامل ہیں۔ جس سے معلومات میں کافی اضافہ کی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جادۂ حق پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ رنگین دیدہ زیب ٹائٹل اور معیاری کمپوزنگ نے کتاب کو مزید جاذبِ نظر بنایا ہے۔

....

الفرید (سہ ماہی) زیر سرپرستی : مولانا محمد مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ حافظ حسین احمد پتہ : دارالعلوم صدیقیہ زروبی، ضلع صوابی (سرحد)

یہ امر خوش آئند ہے کہ صوبہ سرحد اور خاص کر پختون علاقہ میں تحریر و قلم کی طرف اب خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ ورنہ چند سال پیشتر صوبہ سرحد کی علمی صحافت میں معدودے چند رسائل و جرائد اور مجلات تھے جبکہ الحمدللہ اس کی اہمیت کی طرف اب ہمارے علماء

مشائخ کی توجہات مبذول ہو رہی ہیں اور یہاں کے مختلف مدارس سے اب ماہنامہ یا سہ ماہی جرائد کی اشاعت شروع ہو گئی ہے اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ ماہی الفرید ہے جو کہ حضرت استاذی و استاذ العلماء والمشائخ مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ کی سرپرستی میں آپ کے قائم کردہ دار العلوم' دار العلوم صدیقیہ زروبی سے جاری کیا گیا ہے جبکہ اس کے مدیر اعلیٰ آپ کے فرزند مولانا حسین احمد ہیں۔ اس کے دو پرچے نکل چکے ہیں مضامین کے انتخاب اور موضوعات کے تنوع کے لحاظ سے اور اسی طرح ظاہری اور صوری اعتبار سے پرچہ انتہائی معیاری ہے۔ حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ارشادات اور مختلف النوع مسائل پر آپ کے فتاویٰ رسالے کی جان ہیں۔ پرچے کو دیکھ کر بالکل یہ گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ ابتدائی مراحل طے کرنیوالا جریدہ ہے۔ جس سے توقع کی جارہی ہے کہ یہ پرچہ انتہائی قلیل مدت میں کامیابی و کامرانی کے مراحل طے کر کے پاکستان کے معیاری رسائل میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کریگا۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اگر اسکو ماہنامہ بنایا جائے (بشرطیکہ وسائل ہوں) تو بہتر ہوگا۔ ......()()()()..........

(بقیہ صفحہ ۱۶ سے)

ہیں۔ اس لئے یہ تمام شیطانی اشیاء بڑی حساس ہوتی ہیں۔ لحاس لحس زبان سے چاٹنے اور لحاس شدید اللحس یعنی کتا ہے تو کوئی چیز چھوڑتا نہیں ہر چیز چاٹتا ہے' لہذا اگر تمہارے ہاتھ پر کوئی چیز لگی ہو تو بہت دور سے آکر اسکو زبان سے چاٹتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ سانپ وغیرہ تمہیں کاٹ لے تو پھر دوسرے کو ملامت نہ کرو کہ مدرسے نے انتظام نہیں کیا تھا بلکہ صاف ستھرے ہو کر سو جاؤ۔ کتنا پاکیزہ مذہب ہے دوسرے کسی مذہب میں ہم نے یہ بات نہیں دیکھی اور نہ یورپی تہذیب میں یہ بات ہے وہ بے غیرت تو صرف کاغذ سے صاف کرتے ہیں آج کل تو ٹشو پیپر کا رواج ہے کہ اسکے ساتھ انگلیوں کو پونچھ لیتے ہیں ہاتھوں کو نہیں دھوتے' اسکے ساتھ غمر نہیں جاتا۔ تم بیسیوں ٹشو پیپر ز استعمال کرو پانی کی طرح پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ ہاتھوں پر کھانے کی بو تک نہ چھوڑو۔ اپنے بارے میں بہت محتاط رہو۔ جو سویا اور اسکے ہاتھ پر چکناہٹ یا مصالحوں کی بو تھی اور کسی چیز نے کاٹا تو صرف اپنے آپکو ملامت کرے۔

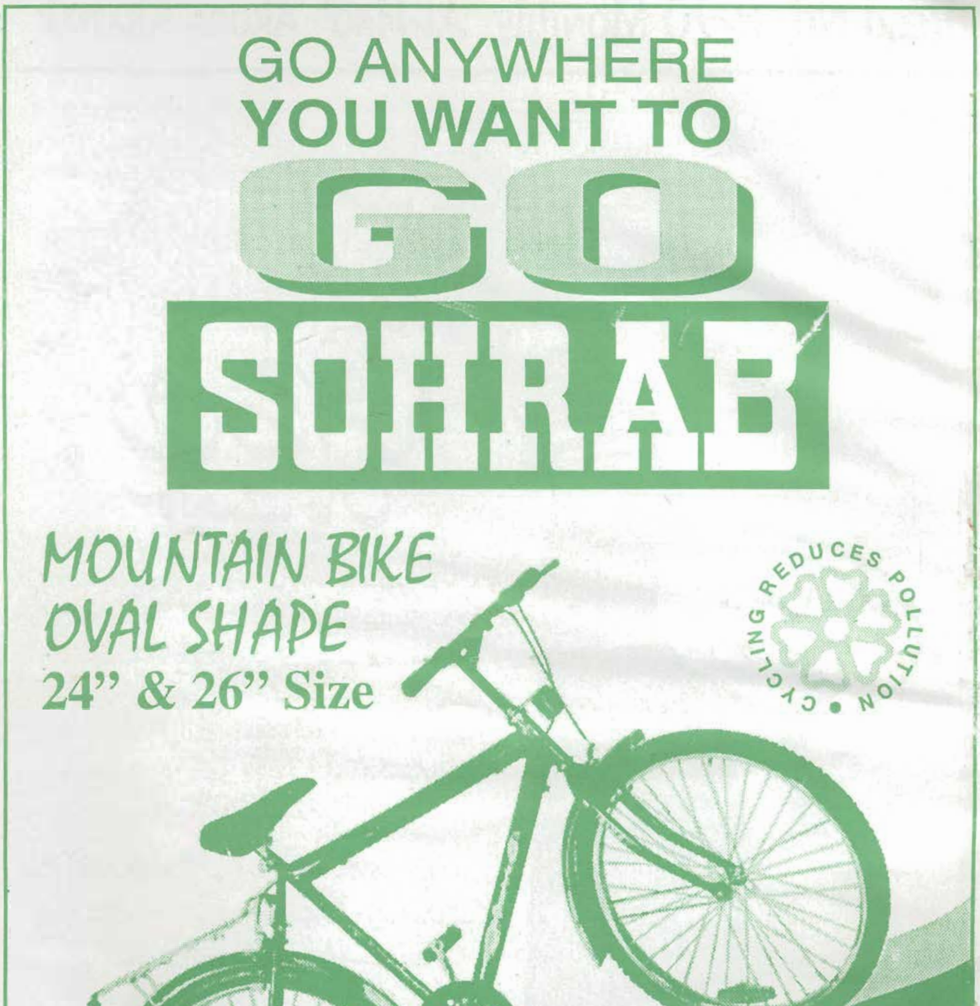
GO ANYWHERE
YOU WANT TO
GO
SOHRAB
MOUNTAIN BIKE
OVAL SHAPE
24" & 26" Size
CYCLING REDUCES POLLUTION
◆ MULTI SPEED GEARS
◆ SPECIAL SIZE TYRES
◆ IMPORTED BRAKES
PAKISTAN'S NO.1 BICYCLE

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak